



**Family Court Decisions Regarding Khula and Dissolution of Marriage: An Analytical Study in the Light of Islamic Teachings
(A Special Study of Islamabad: 2022–2024)**

خلع و تثليخ کا حس سے متعلق فیصلی کوثر کے نتائج: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

(اسلام آباد کا اخلاقی مطالعہ: 2022 تا 2024)

Muhammad Rahman

Ms Scholar, Bahria University E8, Islamabad

mr3342663@gmail.com

Dr. Rahim Ullah

Assistant Professor, Islamic Studies, Bahria University E-8, Islamabad

rahim.buic@bahria.edu.pk

Sadheer Khan (Mufti Muhammad Hassan)

Phd Scholar, International Islamic University Malaysia (ISTAC-IIUM)

Email: mh417884@gmail.com

Abstract

This study examines the Family Court judgments related to khula and dissolution of marriage in Islamabad during the years 2022, 2023, and 2024. The research analyzes selected judicial decisions in the light of Islamic teachings, with a focus on how courts handle reconciliation, evidentiary claims, spousal allegations, and the legal process leading to the termination of marriage. The purpose of the study is to provide clear academic insight into the rising number of khula and dissolution cases, to highlight the gaps between judicial practice and Sharī'ah principles, and to increase public awareness about the causes and consequences of marital breakdown. By presenting a comparative and analytical review of these three years, the study aims to contribute toward reducing unnecessary marital disputes and promoting a more balanced and informed approach to family matters in society.

Keywords: Khula, Dissolution of Marriage, Family Courts Islamabad, Islamic Law Analysis, Judicial Decisions (2022–2024)

تمہید:

ایک وقت تھا کہ مسلمان اپنے طرز معاشرت اور نظام خاندان پر فخر کیا کرتے تھے مگر آج عمومی صور تحال اغیار سے بھی بدتر ہو گئی ہے۔ جبیز ہر انسانی اور انسداد گھر یوں تشدد قوانین کے نافذ ہونے کے باوجود بھیت قوم ہماری روش نہیں بدلت بلکہ طلاق اور جبیز ہر انسانی کی شکایات میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ آج فیصلی کوڑش میں جدھر نظر دوڑائیں ادھر خواتین نظر آتی ہیں۔ عمومی طور پر میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات برقرار نہ رہنے کی وجہ دونوں کے افکار اور نظریہ حیات میں تکرار ہوتا ہے جس کے باعث سال بھر کے اندر علیحدگی کی نوبت آ رہی ہے۔ خلع و طلاق کے واقعات میں اضافہ کا ایک سبب طرز معاشرت میں تبدیلی بھی ہے۔ پاکستانی معاشرے میں عمومی طور پر جب کسی جوڑے میں ناتفاقی پیدا ہوتی ہے تو وہ دھڑلے سے عدالت کا دروازہ نہیں کھلکھلاتے بلکہ انہیں اپنا تنازع م پہلے خاندان میں پیش کرنا ہوتا ہے، جہاں پنچائیت کے ذریعہ معاملہ کو رفع دفع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر پاکستانی معاشرہ میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ فرقین بزرگوں کی بات نہیں مانتے، جبکہ قرآن میں ہمیں یہ حدایت دی گئی ہے کہ جب شوہر اور بیوی میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے تو افهم و تفہیم کے ذریعہ معاملہ کو حل کیا جائے اور دونوں کی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا جائے اور اگر فرقین میں بات نہ ہن پائے تو پھر قاضی / عدالت کا دروازہ کھٹکتا یا جاتا ہے۔

خلع وطلاق کی دیگر وجوہات کے ساتھ سو شل میڈیا کا بے در لغ استعمال، اس کے معابرے پر اثرات اور والدین کاحد سے زیادہ اپنی اولاد کی طرف داری کرنا بھی شامل ہے۔ اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی ایک ساتھ رہنا بھی چاہیں تو دونوں کے والدین یا عزیز وقارب اس میں رکاوٹ بننے ہیں، حد توبہ ہو گئی ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیٹی کا گھر اجائزے میں موجودہ دور میں سب سے زیادہ ہاتھ اس کی والدہ کا نظر آتا ہے جو ہربات پر بیٹی کو اپنی دانست میں بہترین مشورے دے رہی ہوتی ہیں لیکن وہی مسلسل مشورے بیٹی کا گھر بر باد کرنے کی وجہ بننے جا رہے ہیں۔ اس لیے والدین خاص طور پر ماڈل کی ذمہ داری بتتی ہے کہ بیٹی اور بہو کو اپنے مسائل خود حل کرنے کی تربیت ضرور دیں، لیکن مشورے دینے سے گریز کریں۔

زیر نظر آرٹیکل میں اسلام آباد کی فیملی کورٹ میں 2022 تا 2024 مکمل کے فیملوں میں خلع و تنفس نکاح سے متعلق مقدمات کا ایک شرعی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

عامگی مقدمات میں زیادتی کی وجوہات میں بے روزگاری یاد گیر وجوہات کی بنا پر ننان و نفقہ کی عدم فراہمی، تشدد، خاندان کی مداخلت، جذباتی فیصلہ جات، ذہنی ہم آہنگی کا فقدان، صبر و تحمل سے عاری معاشرہ، تعلیم کی کمی اور دین سے دوری سمیت پیچیدہ عدالتی نظام، وکلا اور منشیوں کا باہمی گھڑ جوڑ، اور دیگر عوامل کی بنا پر مقدمات دائرے کیے جاتے ہیں۔ خلع و تنفس نکاح میں شاذ نادرتی کوئی ایسا مقدمہ ہوتا ہے جس میں تنفس نہیں ہوتی، بلکہ مصالحت کی تمام کوششیں اکثر ناکام ہی ثابت ہوتی ہیں۔ جہیز کی واپسی اور ننان و نفقہ میں بہت سے مقدمات ایسے ہوتے ہیں جو ایک لمبے اور تکماد بینے والے عدالتی نظام سے گزر کر جب فیصلہ ہوتے ہیں تو اس پر عمل درآمد کروانے کے لیے بھی مقدمات اجراء کی عدم اتوں میں پیش کیے جاتے ہیں تب جا کر پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔ گارڈین مقدمات میں بچوں کی برادر اسٹ شمولیت کے باعث مصالحت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود فریقین کو عدالتی نظام اور معاشرتی خامیوں کے باعث جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے وہ بہت تکلف دہ ہوتے ہیں۔

فیملی کورٹ 2022 کے فیملوں کا جائزہ:

خلع اسلام آباد میں خلع و تنفس نکاح کے بڑھتے ہوئے مقدمات کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ سال 2022 تا 2024 میں خلع اسلام آباد کی فیملی عدالتوں میں دائرہ شدہ خلع وطلاق کے مقدمات سے متعلق ایک سروے میں کچھ وکلا حضرات کے مطابق اسلام آباد میں تقریباً ایک سال میں 8 ہزار فیملی کیسیزر جسڑہ ہوتے ہیں جن میں اکثر طلاق و خلع کے کیسیز ہوتے ہیں۔ ان میں جدید مقدمات کی تعداد ایسٹ اور ویسٹ اسلام آباد دونوں کی مجموعی تعداد سال 2022ء میں 2567 ہے،¹ ان میں صرف ایسٹ اسلام آباد ریکارڈروم کے مطابق 2022 میں 1635 کسزہ ہے،² لہجے مقدمات میں سے 688 مقدمات Contested تھے، لہجے ایسے مقدمات تھے جس میں دونوں فریقین نے باقاعدہ اپنے موقف کا دفاع کیا اور فیصلہ ہونے تک حاضر عدالت رہے جبکہ 1538 Uncontested مقدمات تھے لہجے ایسے مقدمات تھے جن میں "یکطرفہ" ہوا۔ لہذا سال 2022 میں خلع کے مقدمات اسلام آباد کی فیملی کورٹ سے صادر کئے گئے، جس کی شرح 69 فیصد بتتی ہے۔

سال 2022ء سے جن مقدمات کو تحقیق کی غرض سے منتخب کیا گیا ہے ان میں ایکن اسلام وغیرہ، نام اختر علی، دعویٰ تنفس نکاح و ننان و نفقہ وغیرہ، شماکہ اقبال بنام خالد سعید پاشا، دعویٰ تنفس نکاح و سامان جہیز اور مسماۃ ہمامہ ہارون بنام نوید خان، دعویٰ تنفس نکاح و تشدد وغیرہ شامل ہیں، جن میں سے ایکن اسلام وغیرہ بنام اختر علی کے مقدمہ اور عدالتی فیصلہ کا شریعت اسلامی کی روشنی میں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے؛

عنوان مقدمہ

عنوان: ایکن اسلام وغیرہ بنام اختر علی (دعویٰ تنفس نکاح و ننان و نفقہ وغیرہ)

مرجوع: 19-09-2022

¹ Office of the Ahlamind, Asad Khan Family Court, Islamabad

² Office of the Superintendent Imran Sahib Family Court Islamabad and record room

فیصلہ: 02-03-2024

تفصیل مقدمہ

مورخہ 2022-09-29 کو دعویٰ میں مدعاہدہ ایمن اسلام کی جانب سے درج ذیل اہم نکات تحریر کیے گئے: یہ کہ مدعاہدہ کا نکاح و شادی 02-04-2018 کو بطریق شرح محمدی عمل میں آئی۔ مدعاہدہ کے بطن اور مدعاہلیہ کے نطفہ سے ایک نابالغ لڑکی بھر تقریباً 1 سال تولد شد ہیں جو بقید حیات ہیں اور مدعاہدہ نمبر 1 کے زیر پروش ہیں۔ نابالغ کی پیدائش کے قریب مدعاہلیہ نے مدعاہدہ کے اس کے والدین کے گھر بھیج دیا لہذا نابالغ کی ڈیلیوری کا کل خرچ تقریباً 60 ہزار روپے مدعاہدہ کے والدے اپنی بیب سے ادا کیا جو ادا کیا جانا ضروری ہے۔ مدعاہلیہ نے نکاح نامہ میں مدعاہدہ کو حق الہمہر میں ڈھانی توہ سوناطلانی زیورات کی صورت میں تحریر کر کے دیا تھا جو شادی کے فوراً بعد مدعاہلیہ نے چھین کر اپنے قبضے میں لے لیا اور تاحال اس کے قبضے میں ہے۔ مدعاہلیہ کا سلوک شروع دن ہی سے مدعاہدہ کے ساتھ ظلمانہ رہا ہے۔ بات بات پر مار پیٹ کرنا، طعنہ دینا، بد صورت اور منحوس کہتا مدعاہلیہ کا معمول تھا۔ دورانِ زوجیت مدعاہلیہ نے مدعاہدہ کو خرچ نان و نفقہ سے بہت تنگ رکھا، تمام اخراجات مدعاہدہ کا والد برداشت کرتا رہا۔ مدعاہلیہ نے دورانِ زوجیت مدعاہدہ کو اس کے سامان جھیزیر کے استعمال سے بھی بازو منوع رکھا، کیونکہ مدعاہدہ کے والدے نے تقریباً ایک لاکھ 88795 روپے مالیت کا سامان جھیزیر تھا میں کو دیا تھا۔ مدعاہلیہ نے کئی دفعہ مدعاہدہ کو جان سے بارے کی بھی کوشش کی لیکن اہل خانہ کی مداخلت سے جان بچھی ہوئی۔ آخر کار مدعاہلیہ اور اس کے گھر والوں نے مدعاہدہ کو باندھ کر گھر میں قید کر دیا اور کسی سے ملنے کی اجازت نہ تھی۔ آخر کار مدعاہدہ کے والدے سینئر سول جج ٹائم بخاری، اسلام آباد ٹیکنیکل کورٹ کی عدالت معزز میں بذریعہ رث پیش، A451 کا ضف کے ذریعے عدالت کے ذریعے حاصل کیا اور یہ کہ مدعاہلیہ مدعاہدہ کا خرچ آسانی سے ادا کر سکتا ہے لہذا عدالت نہ سے درخواست ہے کہ مدعاہلیہ سے مدعاہدہ کو طلاق کے ساتھ نان و نفقہ اور سامان جھیزیر واپس دلایا جائے۔³

مورخہ 2023-04-02 کو مدعاہلیہ آخرت علی کی جانب سے درج ذیل اہم نکات تحریر کیے گئے: یہ کہ مدعاہدہ کو کوئی بنائے دعویٰ حاصل نہ ہے، دعویٰ قبل اخراج ہے۔ یہ کہ مدعاہلیہ نے مدعاہدہ کو آباد کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن مدعاہدہ کے والدین نے اسے آباد نہ ہونے دیا اور مدعاہدہ نے یہ دعویٰ بھی اپنے والد کے کہنے پر دائر کیا ہے۔ مدعاہدہ کے والدے نے مورخہ 2022-02-03 کو ٹیکنیکل کورٹ میں A-491 کی درخواست دائر کی جس میں مدعاہدہ نے جج صاحبہ کے رو برو پیش ہو کر مدعاہلیہ کے ساتھ رہنے اور جانے کا بیان دیا اور اپنے والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ جس پر مذکورہ درخواست خارج کر دی گئی۔ بعد ازاں 2022-05-16 کو مدعاہدہ کے والدے نے دوبارہ A491 کی درخواست دائر کر دی جس پر مدعاہدہ دوبارہ جج صاحبہ کے رو برو پیش ہوئی اور اپنے والدین کے ورثانے پر اپنے والدین کے ساتھ چلی گئی۔ لہذا مدعاہدہ اپنی مرضی سے بغیر کسی قانونی و شرعاً جواز کے مدعاہلیہ کے گھر سے بے آباد ہوئی ہے، لہذا کسی نان و نفقہ کی حقدار نہ ہے۔ یہ کہ دائیزی دعویٰ سے قبل آج تک باقاعدگی سے خرچ نان و نفقہ کا ادا کر تا رہا ہے۔ مدعاہدہ نمبر 2 کی پیدائش مدعاہلیہ کے گھر میں ہوئی تھی جس کے تمام اخراجات مدعاہلیہ نے خود ادا کیے تھے۔⁴

مورخہ 2022-09-19 کو مدعاہدہ نے بذاتِ خود بحیثیت PW-1 اور میان حلقوی پر شہادت پیش کی اور اپنے دائیزہ دعویٰ کے مندرجات کی توثیق کی۔⁵

مورخہ 2022-11-29 برزو سموار کو کو نسل مدعاہدہ نے معزز عدالت کے رو برو اپنی منکلہ کے مؤقف کو پیش کرتے ہوئے بحث آخر کی طرفہ میں حصہ لیا اور دعویٰ، جواب دعویٰ، جواب دعویٰ، شہادت مدعاہدہ پر تفصیلی بحث میں حصہ لیا، جس سے فاضل عدالت کو فیصلہ کرنے میں مدد حاصل ہوئی اور فاضل عدالت نے دو عدد مزید تاریخوں گزارنے کے بعد موقع دیا آخر کار کی طرفہ فیصلہ صادر فرمادیا و ضمی تنتیقات درج ذیل۔⁶

³ ایمن اسلام وغیرہ، بنام آخرت علی، دعویٰ تنتیقات نکاح و دلاپانے نان و نفقہ وغیرہ، بعدالت جناب ٹائم بخاری، سینئر سول جج ٹیکنیکل کورٹ، اسلام آباد، تاریخ فیصلہ 02-03-2024، ص 373

⁴ ایمن اسلام وغیرہ، بنام آخرت علی، تاریخ فیصلہ 02-03-2024، ص 137

⁵ ایضاً، ص 16 تا 19

⁶ ایضاً، ص 24

عدالت کی جانب سے بنائی گئی تتفیقات (Framing Of Issues)

تفیق نمبر 1

عمومی طور پر وضعي تتفیقات کے بعد اس کے جوابات بھی ترتیب سے ہی دیے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات کسی ایک ایشو کی اہمیت کے پیش نظر عدالت اسے پہلے بیان کر دیتی ہے۔ لہذا زیر نظر مقدمہ میں بھی عدالت نے تتفیق نمبر 4 کو سب سے پہلے تحریر کیا جس میں مدعیہ نے عدالت کے سامنے بیان دیا کہ مدعیہ مدعیہ مدعیہ کے ساتھ رہنے کے بجائے موت کو گلے لکانا زیادہ بہتر سمجھتی ہے، لہذا عدالت کے پاس تتفیق کو منظور کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ موجود نہیں، لہذا عدالت تحریر کرتی ہے کہ:

Mst.Ayman Islam while appearing before the court reiterated the " averments of the plaintiff and deposet that She prefers death rather to live with the defendant⁷

تفیق نمبر 2

تفیقات نمبر 1 تا 4 میں حق مہر، ڈیوری اخراجات اور سامان جیزیز کا ذکر ہے جس کا بار شہادت مدعیہ پر تھا۔ اسی ایشو میں معزز عدالت نے تتفیق منظور کر لی جس کی وجہ سے مدعیہ نان و نفقہ کے حق دار نہ ٹھہری جبکہ نابالغ مدعی کی حد تک مالا نہ تین ہزار روپے خرچ ان کی بلوغت تک سالانہ 10 فیصد اضافے کے ساتھ منظور کر لیا۔

As per statement of the plaintiff suit of the Plaintiff No. 1 for dissolution " of the marriage is decreed. So far, as claim of the Minors aur entitled maintenance allowance from defendant @3000/- per month with 10% "annual increment till their marriage is also decreed⁸

تفیق نمبر 3

تفیق نمبر 2 کا بار شہادت مدعیہ پر تھا۔ مدعیہ کا دعویٰ ہے کہ نابالغ مدعیہ کے والدین کے گھر میں پیدا ہوئے جس کا کل خرچ 60000 روپے اس کے والدین نے برداشت کیا جو کہ دلائے جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ مدعیہ نے اپنی شہادت میں یہ بھی تسلیم کیا کہ اس کے پاس اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کوئی ڈاکٹری نسخہ جات موجود نہیں ہیں۔

Plaintiff deposed that minors No.2 were born in the house her parents, and they " born all delivery charges but she also admitted that she did not have any "prescription in this regard, hence this is decided in the favour of defendant⁹ لہذا اپنے موقف کی تائید میں ٹھوس ثبوت پیش نہ کرنے کی صورت میں عدالت نے مدعیہ کا یہ ایشواں کے خلاف ڈگری کرتے ہوئے ڈیوری کے اخراجات ختم کر دیئے۔

⁷ یضا، ص 14

⁸ یضا، ص 14

⁹ یضا، ص 14

تئیخ نمبر 4

تئیخ نمبر 3 کا بار شہادت مد عیہ پر تھا۔ مد عیہ کا دعویٰ کہ اس کے والد نے 188795 روپے مالیت کا سامان جیز اسے دیا جو کہ مدعاویہ کی ملکیت میں ہے اسے واپس دلایا جائے جبکہ مدعاویہ نے اپنے جواب دعویٰ میں اس بات کی تردید کی۔

Perusal of the record shows that she has been given dowry articles of " amounting RS.188795/- by her parents, but she did not produce any evidence to strengthen her stance, so, plaintiff is not entitled to receive the ".ornaments. Hence this issue partially decided in the favour of plaintiff¹⁰

عدالت اس تئیخ پر پہنچی ہیں کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد چیزیں اپنی اصل مالیت کھو دیتی ہیں لہذا مدعاویہ کی یہ حق ختم کیا جاتا ہے۔ جہاں تک سونے کی بات ہے تو یہ عمومی طور پر خواتین کے زیر تصرف ہوتے ہیں اور مد عیہ اس بات کو بھی ثابت کرنے میں ناکام رہی ہے کہ مدعاویہ نے اس سے زیورات چھین لیے تھے، لہذا تئیخ نمبر 3 کا یہ حصہ مد عیہ کے لیے خارج کیا جاتا ہے۔

تئیخات نمبر 5

تئیخات نمبر 5 کا بار شہادت بھی مد عیہ پر تھا جس کے تحت یہ ثابت ہوا کہ مد عیہ کیونکہ بذات خود تئیخ لمناچا ہتی ہے لہذا تئیخ کو منظور کی جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مد عیہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا 50 فیصد حق الہر واپس مدعاویہ کو کرے گی۔

Plaintiff No.2 herself obtained the dissolution from defendant, so therefore, "

"she is duty bound to return the 50% dower to defendant¹¹

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ (Judgment) کا جائزہ

خلع اور تئیخ نکاح اسلامی خاندانی قوانین میں نہایت اہم اور باریک موضوعات ہیں جن کا براہ راست تعلق میاں یوں کے تعلقات اور ازدواجی زندگی کے خاتمے سے ہے۔ زیر نظر مقدمہ اسلام آباد فیملی کورٹ کا ہے جس میں یوں (مد عیہ) نے عدالت کے سامنے یہ موقف اختیار کیا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ مزید زندگی کے گزارنے کی سکت نہیں رکھتی بلکہ اس کے نزدیک مر جانا زیادہ بہتر ہے۔ عدالت نے اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے نکاح کو ختم کر دیا اور ساتھ ہی یہ شرط عائد کی کہ چونکہ عورت نے خود تئیخ نکاح حاصل کی ہے، اس لیے وہ اپنے مہر کا پیچاں فیصد حصہ شوہر کو واپس کرے گی۔ یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فیصلے کا قرآن و سنت اور فقیہی آراء کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تاکہ دیکھا جاسکے کہ آیا یہ فیصلہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہے یا اس میں شریعت سے انحراف موجود ہے۔

قرآن مجید میں خلع کا تصور

قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔

"فَإِنْ خَفِتُمْ أَلَا يَقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ"¹²

پس اگر تمہیں اندریشہ ہو

کہ وہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت کے لیے کوئی گناہ نہیں کہ وہ کچھ مال دے کر آزادی حاصل کرے۔"

¹⁰ یضا، ص 12، 11

¹¹ یضا، ص 12، 11

¹² ابقر، 229

اس آیت کریمہ میں خلع کا بنیادی اصول واضح کیا گیا ہے کہ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان موافقت ممکن نہ ہو اور ازدواجی زندگی برقرار رکھنا دشوار ہو جائے تو عورت اپنی آزادی حاصل کرنے کے لیے کچھ مال دے سکتی ہے۔ مگر بیہاں نہ تو کسی خاص مال کی مقدار مقرر کی گئی ہے اور نہ کسی فیصلہ یا تناسب کا ذکر ہے۔ اس سے یہ اصول اخوند ہوتا ہے کہ خلع میں مہر کی واپسی یا کسی اور مال کی ادائیگی حالات، باہمی رضامندی اور عدالت کے انصاف پر منحصر ہے۔

اس آیت کی روشنی میں اسلام آباد فیملی کورٹ کے فیصلے کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عدالت نے عورت کو آزادی دے کر درست اقدام کیا، یعنی تنفس نکاح کی بنیاد فیصلہ موجود ہے۔ لیکن مہر کے 50% حصے کی واپسی کو لازمی قرار دینا قرآن کے عمومی اصول سے متصادم ہے کیونکہ قرآن نے کوئی مقررہ شرح بیان نہیں کی۔

حدیث نبوی ﷺ میں خلع کا تصویر

احادیث میں بھی خلع کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ معروف حضرت ثابت بن قیم رضی اللہ عنہ اور ان کی اپیلیہ کا واقعہ ہے۔ بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عرض کیا:

"مجھے اپنے شوہر کے دین و اخلاق پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن ان کے ساتھ رہنے کو پسند نہیں کرتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کا باخ و اپس کردو گی جو انہوں نے مہر میں دیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ نبی ﷺ نے حضرت ثابت کو فرمایا: اپناباخ و اپس لے لو اور اپنی بیوی کو علیحدگی دے دو۔"¹³

یہ واقعہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ خلع میں مہر و اپس کرنا جائز ہے، لیکن یہ معاملہ حالات کے مطابق ہوتا ہے اور اس میں کوئی مخصوص فیصلہ یا لازمی شرح مقرر نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عورت پر یہ لازم نہیں کیا کہ وہ آدھا مہر یا اس کا کچھ خاص حصہ و اپس کرے، بلکہ یہ اصل مہر (باغ) کی واپسی پر مبنی تھا، جو اس وقت ان دونوں کے درمیان طے ہوا تھا۔

بیہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر عورت اپنی مرضی سے علیحدگی چاہے تو مہر و اپس کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر شوہر ظلم یا زیادتی کرے تو عورت پر مہر و اپس کرنا لازم نہیں۔

فقہاء کی آراء

امام بالک رحمہ اللہ نے خلع میں مہر کی واپسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر شوہر کے ناروا سلوک کی وجہ سے عورت خلع لے تو اسے مہر و اپس کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے فقہی اصول بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں،

سامنے آتی ہے کہ اسلام آباد فیملی کورٹ کے اس فیصلے میں چند پہلو اسلامی اصولوں کے مطابق تھے، جیسے نکاح کا خاتمه، بچوں کے جہاں مہر کی واپسی کی شرط حالات اور رضامندی پر منحصر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کے نصف یا کسی خاص حصے کی واپسی کو لازمی قرار دینا شریعت کے منافی ہے۔

فیڈرل شریعت کورٹ نے 2022 میں ایک اہم فیصلہ (PLD 2022 FSC 25) میں واضح کیا کہ خلع کے وقت مہر کا کوئی حصہ (25% یا 50%) لازمی طور پر واپس لینا غیر اسلامی ہے، کیونکہ قرآن و سنت میں ایسی کوئی پابندی موجود نہیں۔ اس عدالتی نظیر کے مطابق اسلام آباد فیملی کورٹ کا یہ فیصلہ، جس میں 50% مہر و اپس کرنے کا حکم دیا گیا، اسلامی اصولوں کے منافی ہے۔¹⁴

اس تجزیے سے یہ بات نقیقہ کا تین اور ناقابل ثبوت دعووں کو مسترد کرنا۔ لیکن مہر کے 50% کی واپسی کو لازم قرار دینا قرآن و سنت سے ثابت ہے، نہ ہی فقہی آراء میں اس کی کوئی بنیاد موجود ہے۔

ہمیں قرآن و سنت اور فقہاء کی آراء کا مطالعہ کرتے ہوئے زیر نظر مقدمہ اور اس پر کیے گئے تحقیقی و تقيیدی جائزے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ خلع اور تنفس نکاح اسلامی خاندانی قوانین میں نہایت نازک اور باریک موضوعات ہیں جنہیں بڑی احتیاط، وقتِ نظر اور قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنے اور نافذ کرنے کی

¹³ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، حدیث 5273

¹⁴ Shariat Petition 16-I of 2022

ضرورت ہے۔ اسلام آباد فیضی کوثر کے اس فیصلے میں جہاں بعض پہلو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق نظر آتے ہیں، وہیں چند پہلو ایسے بھی ہیں جو شریعت کے مزاں اور فقہی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں کا تجربیہ اس مقدمے کے تناخ کو زیادہ واضح کرتا ہے۔ سب سے پہلے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عدالت نے عورت کی درخواست کو تسلیم کرتے ہوئے نکاح کو ختم کر دیا۔ عورت نے عدالت میں یہ بیان دیا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ مزید زندگی گزارنے کی سکت نہیں رکھتی بلکہ اس کے نزدیک موت کو ترجیح دیتا یادہ بہتر ہے۔ یہ صورت حال قرآن مجید کی اس آیت سے مطابقت رکھتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے:

"فَإِنْ خُفِّتْ أَلَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ" ¹⁵

اس آیت کریمہ سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان نباہ ممکن نہ رہے اور خدشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتیں گے تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلع کے ذریعے اپنی آزادی حاصل کرے۔ عدالت نے اسی قرآنی اصول کے مطابق عورت کی عرض داشت کو تسلیم کیا اور نکاح کو ختم کر دیا، جو کہ ایک درست اقدام تھا۔ اسی طرح عدالت نے بچوں کے فقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد کی۔ یہ فیصلہ بھی قرآن و سنت کی روشنی میں بالکل درست ہے کیونکہ اسلامی قانون میں بچوں کے فقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور فقہی کتب میں اس بات پر صریح دلائل موجود ہیں کہ اولاد کی کفالات اور اخراجات باپ کی ذمہ داری ہیں، خواہ نکاح باقی رہے یا ختم ہو جائے۔ عدالت نے اسی اصول کے مطابق شوہر کو فقہ کا پابند نہیا اور اس پہلو میں اس کا فیصلہ عین شرعی اصولوں پر مبنی تھا۔ عدالت نے ان مالی دعوؤں کو بھی مسترد کر دیا جنہیں عورت ثابت نہ کر سکی۔ یہ فیصلہ اصول شہادت کے مطابق ہے کیونکہ اسلامی شریعت کا ایک مسلمہ اصول ہے: "ابیتہ علی المدعی" یعنی دعویٰ کرنے والے پر دلیل اور ثبوت پیش کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جب مدعاہ اپنے دعوے کو شواہد سے ثابت کرنے میں ناکام رہی تو عدالت نے ان مطالبات کو مسترد کر کے ایک اصولی اور عادلانہ روایہ اپنایا۔ تاہم اس فیصلے کا سب سے تنازعہ اور قابل تنقید پہلو یہ ہے کہ عدالت نے عورت پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنے مہر کا پچاس فیصد حصہ شوہر کو دے اپس کرے۔ اس شرط کا نہ قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں، نہ ہی سنت نبوی ﷺ میں اس کی کوئی نظری ملتی ہے۔ خلع کے معاملے میں قرآن نے صرف یہ اصول دیا ہے کہ عورت کچھ مال دے کر آزادی حاصل کر سکتی ہے، لیکن اس مال کی مقدار، شرح یا تناسب کے بارے میں کوئی صریح حکم موجود نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کے واقعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت نے مہر کے طور پر دیا گیا باغ و اپس کرنے پر آمادگی ظاہر کی، اور آپ ﷺ نے اس پر خلع کو نافذ کر دیا۔ لیکن اس واقعہ میں بھی نصف یا چوتھائی مہر کی شرط عائد نہیں کی گئی۔

فقہائے کرام کی آراء بھی اس پہلو کو مزید واضح کرتی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ اگر شوہر کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے عورت خلع لے تو اس پر مہر و اپس کرنا لازم نہیں۔ البتہ اگر عورت محض اپنی ذاتی ناپسندیدگی یا خواہش کی وجہ سے خلع لینا چاہے تو وہ مہر و اپس کر سکتی ہے، لیکن اس کی مقدار حالات اور باہمی رضامندی پر مختص ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے اصول بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں کہ مہر کی واپسی کو کسی مخصوص شرح پر لازم قرار دینا درست نہیں ہے۔

اس ضمن میں فیڈرل شریعت کوثر کا حاليہ فیصلہ (PLD 2022 FSC 25) نہایت اہم ہے۔ اس فیصلے میں واضح طور پر کہا گیا کہ خلع میں کسی خاص نیصہ (25% یا 50%) کو لازمی قرار دینا غیر اسلامی ہے کیونکہ قرآن و سنت میں ایسی کوئی پابندی موجود نہیں۔ اس عدالتی نظری کی روشنی میں اسلام آباد فیضی کوثر کا یہ فیصلہ کہ عورت لازماً نصف مہر و اپس کرے، نہ صرف قرآن و سنت کے اصولوں سے متصادم ہے بلکہ پاکستان کے عدالتی نظام میں موجود بالائی عدالتوں کے فیصلوں کے بھی خلاف ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی ملاحظہ ہنی چاہیے کہ اسلام میں خلع کا اصل مقصد عورت کو مشکلات اور اذیت سے نجات دلانا ہے۔ شریعت نے اس عورت کے لیے ایک ریلیف اور سہولت کے طور پر کھاہے تاکہ وہ ناپسندیدہ زندگی سے آزادی حاصل کر سکے۔ لیکن اگر عدالتی خلع کے ساتھ لازمی طور پر مالی بوجھ منسلک کر دیں تو یہ شریعت کے اس مقصد کے خلاف ہو گا جو "رفع الحرج" یعنی تنگی اور اذیت کو دور کرنا ہے۔ اسلام آباد فیضی کوثر کے فیصلے نے اس سہولت کو ایک بوجھ میں بدل دیا، جو اسلامی روح کے منانی ہے۔

اس مقدمے سے ایک اور اہم نکتہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ پاکستان کے عدالتی نظام میں فیملی کورٹ کے فیصلے بعض اوقات فیڈرل شریعت کورٹ کی نظیروں سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس سے عدالتی نظام میں تضاد اور غیر یقین پیدا ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فیملی کورٹ کو ایسے واضح رہنمای اصول فراہم کیے جائیں جن کی بنیاد قرآن و سنت اور مستند عدالتی نظام پر ہو، تاکہ ان کے فیصلے شرعی اصولوں اور آئینی تقاضوں دونوں کے مطابق ہوں۔ مجموعی طور پر اس مقدمے کا نتیجہ یہ ہے کہ عدالت نے بعض پبلوؤں میں قرآن و سنت کی صحیح ترجیح کی، مثلاً نکاح کے خاتمه کا فیصلہ، بچوں کے نفع کا تعین اور غیر ثابت شدہ دعویٰ کی تردید۔ لیکن مہر کے نصف حصے کی واپسی کو لازمی قرار دینا نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ سنت سے اور نہ ہی فقہی اصولوں سے۔ بلکہ یہ فیصلہ فیڈرل شریعت کورٹ کی صریح بدایات کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس مقدمے میں عدالت کا فیصلہ جزوی طور پر شریعت کے مطابق اور جزوی طور پر اس سے انحراف پر مبنی ہے۔ آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ خلع کو اسلام نے عورت کے لیے سہولت اور تحفظ کا ذریعہ بنایا ہے، لیکن پاکستان کے عدالتی نظام میں بعض اوقات اس سہولت کو مالی بوجھ میں بدل دیا جاتا ہے۔ اگر عدالتیں قرآن و سنت کے اصل مزاج کو سامنے رکھیں اور خلع میں ایسی غیر شرعی شرعاً مخالف کرنے کی وجہ سے صرف اسلامی اصولوں کے مطابق ہو گا بلکہ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کی بھی ضمانت فراہم کرے گا۔ یہی وہ راست ہے جو اسلامی خاندانی قوانین کے حقیقی مقاصد کو پورا کرتا ہے اور ازدواجی زندگی میں عدل و انصاف کو یقینی بناتا ہے۔

مقدمہ کی ابتداء سے فیصلہ تک تمام بحث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فریقین کے درمیان کئی سال مقدمہ بازی ہوتی رہی مگر عدالت کے آخری فیصلہ کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ عدالت نے دعویٰ اور جواب دعویٰ کے مندرجات کے مطابق فیصلہ تو صادر کر دیا، مگر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس عدالتی خلع کے فیصلہ سے معاشرہ میں کوئی بہتری آسکتی ہے؟ کیا فریقین کی مشترکہ اولاد کا اس فیصلہ سے مستقبل محفوظ ہو گیا ہے؟ کیا مستقبل میں نابالغان کو مالی اور باب پ دونوں کا پیار میسر آئے گا یا دونوں فریقین مستقبل میں بھی سامان جیزیر، حق مہر اور ننان و نفقہ کے سلسلہ میں مقدمہ بازی ہی کا شکار ہیں گے؟

فیملی کورٹ 2023 کے فیصلوں کا جائزہ:

اسلام آباد میں سال 2023ء میں خلع و تنشیخ نکاح کے مقدمات ایسٹ اور ویسٹ اسلام آباد دونوں کی مجموعی تعداد 2802 ہے، ان میں صرف ایسٹ اسلام آباد ریکارڈ روم کے مطابق 2023 میں 1937 کسزب، ان مجموعی مقدمات میں سے 558 مقدمات Contested تھے، یعنی یہ ایسے مقدمات تھے جس میں دونوں فریقین نے باقاعدہ اپنے اپنے موقف کا دفاع کیا اور فیصلہ ہونے تک حاضر عدالت رہے جبکہ 1380 مقدمات Uncontested تھے یعنی ایسے مقدمات تھے جن میں فیصلہ کسی ایک فریق کے حق میں "یکطرفہ" ہوا۔ لہذا سال 2023 میں خلع کے مقدمات اسلام آباد کی فیملی کورٹ سے صادر کئے گئے، جس کی شرح 67 نصہ بتتی ہے۔

سال 2023ء سے جن مقدمات کو تحقیق کی غرض سے منتخب کیا گیا ان میں شمشاد بیگم نام شاہد خان آفریدی بتاریخ 11-12-2023، دعویٰ تنشیخ نکاح و ننان و نفقہ وغیرہ، سردار بابر خان بنام عرفان نیم 2023-12-15، دعویٰ تنشیخ نکاح و سامان جیزیر، خالد شیر راجہ بنام ڈاکٹر ماریہ 2023-12-04، دعویٰ تنشیخ نکاح و تشدید وغیرہ، شامل ہیں، تفصیل کیلئے ہمارے پاس جو فیصلہ ہے ان کا نکاح 2023ء اور تنشیخ نکاح جنوری 2024ء میں ہوا ہے، مسماۃ مقدس بنام ختم امیر 2024-01-05، کے مقدمہ اور عدالتی فیصلہ کا شریعت اسلامی کی روشنی میں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے؛

عنوان مقدمہ

عنوان: مسماۃ مقدس بنام ختم امیر (دعویٰ تنشیخ نکاح و ننان و نفقہ وغیرہ)

مرجوع: 05-01-2024

فیصلہ: 26-09-2024

تفصیل مقدمہ

مورخ 05-01-2024 کو دعویٰ میں مدعاہ مسماۃ مقدس بیبی کی جانب سے درج ذیل اہم نکات تحریر کئے گئے:

یہ کہ مدعیہ کی شادی مورخ 2023-09-10 کو مسلم رسمات کے مطابق ہوئی تھی مدعاعلیٰ کے گھر آباد ہو کر حقوقِ زوجیت ادا کرنے لگی۔ بعد ازاں کچھ عرصہ تک اس نے نکاح کی پابندی کی۔ یہ کہ شادی کے بعد کچھ عرصہ تک مدعاعلیٰ کا سلوک درست رہا مگر بعد میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ مدعیہ کے علم میں یہ بات آئی کہ مدعاعلیٰ برے کردار کا آدمی (بد کردار) ہے، مدعاعلیٰ نے غلط کردار کی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعاقبات استوار کر لئے۔ مدعیہ منع کرتی تو مار پیٹ کرتا، خرچ نان و ففہم سے نگرکھتا، مدعیہ بیوی ہونے کے ناطے اور اپنے والدین اور بھائیوں کی عزت کی خاطر مدعاعلیٰ پر ظلم و ستم برداشت کرتی رہی، مگر پھر بھی مدعاعلیٰ کے رویہ میں تبدیلی نہ آئی۔ کہ وہ اپنی راہیں درست کر لے لیکن بار بار کی درخواست کے باوجود کوئی نتیجہ نہ تکل۔ اور مدعاعلیٰ نے مدعیہ کو تین کپڑوں میں مار مار کر گھر سے نکال دیا۔ مدعیہ کے والدین نے مدعاعلیٰ کو سمجھایا کہ وہ اپنا گھر خراب نہ کرے اور من مخالف کو آباد کرے لیکن مدعاعلیٰ نے میرے والدین کے ساتھ بھی بد تمیزی کی، اب تک مدعاعلیٰ نے من والدین کی آج تک خیرگیری نہ کی ہے۔ ان حالات میں مدعیہ کو مدعاعلیٰ سے سخت نفرت ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ حدود اللہ رہنا ممکن ہے۔ لہذا مدعیہ تنفس نکاح بر بنائے خلع کی حق دار ہے۔ تاہم مدعیہ کو اس سے علیحدگی چاہئے لیکن وہ طلاق نہیں دے رہا قudent اس سے درخواست ہے کہ مدعیہ کو خلع کی ڈگری جاری کی جائے۔

مورخ 08.04.2024 کو مدعاعلیٰ کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے تمام حربے اور ذرائع اطلاعات اختیار کیے گئے، لیکن اگر وہ حاضر نہ ہو تو بالآخر اس کے خلاف یکطرفہ کارروائی کا حکم جاری کیا جائے گا۔ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے، مدعیہ خود بطور گواہ (PW-1) گواہی کے لیے پیش ہوئی اور اپنا حلقویہ بیان EX.P-1 کے طور پر جمع کر دیا، جس میں اس نے دعویٰ میں کی گئی اپنی باتوں کی تصدیق کی۔ مزید یہ کہ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی EX.P-2 کے طور پر دستاویزی ثبوت کے طور پر پیش کی گئی، جو فریقین کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ لہذا دونوں فریقین مصالحت پر راضی نہ ہونے کی صورت میں معزز عدالت نے تنقیحات وضع کر دیں۔¹⁶ فیصلہ کے پیروں اگراف نمبر 2 میں دعویٰ کو مکمل تفصیل کا ذکر کیا گیا، پیروں اگراف نمبر 3 میں مدعی کی جانب سے غیر حاضر ہونے کا ذکر کرنے کے بعد پیروں اگراف نمبر 6 میں فاضل نجح صاحب کی جانب سے وضع کی گئی تنقیحات (Framing of Issues) پیش کی گئیں، پیروں اگراف نمبر 7 میں مدعیہ کی جانب سے پیش کی گئی شہادت اور پیروں اگراف نمبر 7 میں ابتدائی و آخری مصالحت کا ذکر کیا گیا کہ عدالت کی جانب سے دونوں فریقین کو مصالحت کے لیے وقت اور موقع دیا گیا مگر مصالحت ناکام ثابت ہوئی۔ پیروں اگراف نمبر 8 تا پیروں اگراف نمبر 32 میں فاضل عدالت کی جانب سے بنائی گئی تنقیحات درج ذیل ہیں۔

عدالت کی جانب سے بنائی گئی تنقیحات (Framing Of Issues)

تنقیح نمبر 1

مدعاعلیٰ کی مسلسل غیر حاضری، باوجود اس کے کہ عدالت نے تمام مکملہ ذرائع (نوٹس، سمن، اخبارات کے اشتہار، وغیرہ) سے اس کی حاضری کو یقینی بنانے کی کوشش کی، یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ مقدمہ کو سنبھال گئی سے لینے یا اپنی پوزیشن واضح کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ عدالت کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ فیلی قوانین 1964ء کے تحت فرماہم کردا اختیار کے مطابق ex-partie کارروائی کرے۔

all modes of service have been adopted in order to procure the attendance of
defendant but he did not appear and ultimately proceeded against ex-partie vide

order dated 08-04-2024¹⁷

کیا مدعاعلیٰ کی عدم حاضری کی صورت میں عدالت کی جانب سے یکطرفہ کارروائی (Ex-partie Proceedings) اسلامی اصول عدل اور پاکستانی فیلی قانون کے مطابق ایک درست قدم تصور کی جاسکتی ہے؟ اسلامی شریعت بھی ایسی صورت حال میں قاضی کو یہ اختیار دیتی ہے کہ جب ایک فریق بلانے کے باوجود حاضر نہ ہو، تو وہ موجود شہادت کی روشنی میں مظلوم فریق کے حق میں فیصلہ کر دے۔ لیکن اگر مدعاعلیٰ کو خبر پہنچی نہ ہو تو شرعاً اصولوں کے مطابق فیصلہ معلق (suspended) یا قابل اعتراض قرار دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں مدعاعلیٰ کو بعد میں اعتراض کا شرعی حق حاصل ہے۔

¹⁶مسماۃ مقدس بنام شم امیر، دعویٰ تنفس نکاح دلایا نے نان و ففہم وغیرہ، بعد اذت جانب صنم بخاری، سینز سول حج فیلی کورٹ، اسلام آباد، تاریخ فیصلہ 2024-09-26 صفحہ 31

¹⁷ایضاً، صفحہ 31

" لَيَحُوزُ الْحُكْمُ عَلَى الْغَائِبِ إِلَّا بَعْدَ بُلُوغِ الدَّعْوَى إِلَيْهِ."¹⁸

(یعنی: کسی غیر حاضر فریق کے خلاف فیصلہ جائز نہیں، جب تک کہ دعویٰ اس تک نہ پہنچ جائے۔)

عصر حاضر میں فیملی کورٹس میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شوہر (مدعاعلیہ) کی مسلسل غیر حاضری کی وجہ سے عدالت، قانونی تقاضے پرے کرنے کے بعد، کیکٹر فہ طور پر خلع کی ڈگری جاری کر دیتی ہے۔ تاہم، عملی مشاہدہ یہ ہے کہ بعض شوہروں کو عدالتی فیصلے کا علم عدت گزرنے کے بعد ہوتا ہے، جبکہ مدعاہی نے دوسرا شادی کے لیے اقدامات شروع کر دیے ہوتے ہیں۔ اس طرح کئی شرعی اور سماجی پیچیدگیاں جنم لیتی ہیں۔
یہ صورتحال کمی اہم سوالات کو جنم دیتی ہے:

کیا مدعاعلیہ کو واقعی اطلاع ملی تھی یا صرف نوشیجہن کی رسی کارروائی کی گئی؟ اگر مدعاعلیہ لا علم رہا اور عدت بھی گزر گئی، تو اس کے شرعی حقوق کا کیا بنے کا؟ کیا مدعاہی کی دوسرا شادی شرعاً درست ہوگی اگر سابق شوہر کو علم ہی نہ تھا؟

یہ تمام سوالات اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ عدالتی خلع کے فیصلے میں ابلاغ (Communication) کی مکمل تصدیق اور فریقین کو علم کی ممانعت دینا ضروری ہے، ورنہ انصاف کے تقاضے پرے نہیں ہوتے، خواہ عدالتی عمل قانونی ہو۔

تفصیل نمبر 2

زیر بحث مقدمہ ایک ایسی معاشرتی حقیقت کی بھروسہ پر عکاسی کرتا ہے جس میں ایک عورت ازدواجی زندگی نبھانے کی ہر ممکن کوشش کے باوجودہ، شوہر کے بد کردار ہوئے، مارپیٹ، اور اخلاقی پستی کے باعث مجبور ہو جاتی ہے کہ وہ عدالت سے علیحدگی کی درخواست کرے۔ یہ صورت حال مخصوص ازدواجی ناکامی نہیں بلکہ اس بات کی علامت ہے کہ جب شوہر، جو خاندان کی قیادت اور حفاظت کا نظری و شرعی ذمہ دار ہوتا ہے، خود کے معیار سے گر جائے تو یہوی کی عزت، امن اور دین دونوں نظرے میں پڑ جاتے ہیں۔ مدعاہی نے رخصتی کے بعد ازدواجی زندگی کو نبھانے کی کوشش کی، سمجھایا، برداشت کیا، حتیٰ کہ شوہر کے تشدد کے بعد بھی خاموشی اختیار کی، لیکن جب معاملہ گھر یلو ٹائم اور اخلاقی بے راہ روی سے تجاوز کر کے زندگی اور عزت کے نظرے تک پہنچ گیا، تو اس کے لیے علیحدگی ہی واحد راستہ بچا۔

یہ معاملہ ہمیں ایک اہم کلائنٹ سکھاتا ہے:

نکاح صرف جسمانی یا قانونی بند ہن نہیں بلکہ ایک اخلاقی، دینی اور انسانی معابده ہے۔ جب اس معابدے کے بنیادی اصول یعنی دیانت، شفقت، امانت، اور وفاداری پامال ہو جائیں، تو عورت کو خلع لینا نہ صرف اس کا حق بن جاتا ہے بلکہ بعض اوقات اس کی دینی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ یہاں عورت نے نہ تو طمع کی بنیاد پر خلع مانگا، نہ عجلت سے کام لیا، بلکہ شوہر کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر جب مرد کی بد کرداری اس حد تک بڑھ گئی کہ عزت، دین اور امن داؤ پر لگ گیا، تو عدالت سے رجوع کرنا پڑا۔

Succinctly, Facts of the case are that plaintiff filed a suit for dissolution of marriage on the basis of khula by maintaining that her marriage was solemnized with defendant on 10-09-2023 according to Muslim right. After the Rukhsati, the plaintiff came to the house of defendant where, she initially remained with the defendant and performed her matrimonial obligations; after some time of marriage, it came into the knowledge of the plaintiff that the defendant is a bad character person and he has illicit relations with bad repute ladies. That plaintiff

¹⁸ المبوط، جلد 16، ص 43

requested the defendant many times to leave such nefarious activities and mend his ways but inspite of repeated requests, result remained nil and the defendant expelled the plaintiff with severe beaten from his house in three clothes, now the plaintiff is residing with her parents. Hence, it has become impossible for plaintiff to live with the defendant within the limits ordained by Almighty

Allah¹⁹

جب عورت نکاح کے بعد ازدواجی ذمہ داریاں نبھانے کے باوجود اس نتیجے پر پہنچے کہ شوہر بد کردار ہے، اصلاح پر آمادہ نہیں، اور نوبت خلم و تشدید تک جا پہنچے، تو کیا ایسی صورت میں عدالت کا خلع دینا اسلامی حدود کے مطابق شمار ہو گا؟ اسلامی شریعت میں نکاح کو ایک مقدس معابدہ قرار دیا گیا ہے جو محبت، امانت، وفاداری اور باہمی سکون پر قائم ہوتا ہے۔ جب ان بیانیوں اقدار کی مسلسل پامالی ہو اور ازدواجی زندگی خوف، بے یقینی، اور بے عزتی کا شکار ہو جائے، تو اسلام ایسی عورت کو محض زنجروں میں جکڑے رہنے کا حکم نہیں دیتا، بلکہ اسے نکلنے کی راہ دیتا ہے یعنی خلع۔ زیرِ بحث معاملہ ان معاشرتی حقیقتیں کا عکاسی کرتی ہے جہاں عورت نے اپنی ذمہ داری نبھائی، رخصتی کے بعد شوہر کے ساتھ رہ کر ازدواجی فرائض انجام دیے، مگر جب اسے معلوم ہوا کہ شوہر فیش عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے، اور اس پر فحیث و فہماں بھی ہے اثر رہی، بلکہ اس پر خلم و مارپیٹ شروع ہو گئی، تو ایسے حالات میں عورت کے لیے نہ صرف یہ کہ علیحدگی لینا جائز ہے، بلکہ یہ اس کا شرعی و انسانی حق بھی ہے۔ ایسے مرد جو یوں کی عزت نہیں، ذہنی سکون، اور دینی سلامتی کو مجرور کریں، وہ در حقیقت خود حدودِ الہی کو توڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور جب نکاح کے بندھن میں رہنا "حدود اللہ" کے اندر ممکن نہ رہے، تو عورت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خلع کے ذریعے خود کو اس خلم سے نجات دلائے۔ عدالت کا کردار بیان قاضی الشرع کے قائم مقام کے طور پر سامنے آتا ہے، جو دونوں فرقیین کو سنبھال کر، مصالحت کی کوشش کرے، اور اگر کوئی راستہ باقی نہ رہے تو مظلوم فریق کے حق میں فیصلہ دے۔ لہذا یہ نصیلے جہاں عدالت نے مدعاہ کی شہادت، بیان، اور حقائق کی بنیاد پر خلع کی ڈگری جاری کی، وہ شریعت کے عین مطابق ہیں اور خلم سے نجات کا ایک راستہ فراہم کرتے ہیں۔

اسلامی شریعت کا معیار "حدود اللہ" کی خلاف ورزی پر نکاح کو ختم کرنے سے متعلق کیا ہے؟ شوہر کی بد کرداری (فواحش، تشدید، ترک نان و نفقة) کو خلع کی شرعی بنیاد کس حد تک درست ہے؟ عورت کی طرف سے اصلاح کی کوشش اور پھر عدالت کا کردار شریعت کی روشنی میں؟ کیا ایسے مقدمات عورت کے تحفظ اور انصاف کے شرعی اصولوں کی نمائندگی کرتے ہیں؟

تفصیل نمبر 3

عدالتی اقتباس سے ظاہر ہے کہ مدعاہ نے بطور اولین گواہ خود عدالت میں پیش ہو کر بیان حلفی Ex-P-1-Dیا، جو کہ اس کے دعوے کی تائید میں انتہائی اہم ابتدائی شہادت ہے۔ اس کے ساتھ نکاح نامے کی فوٹو کاپی 2-Ex-P-Bیکھیت ثبوت پیش کی گئی، جو فرقیین کے درمیان ازدواجی تعلق کی تصدیق کے لیے کافی تھی، کیونکہ نکاح ایک حقیقی معاملہ ہے جو صرف دستاویز پر مخصر نہیں ہوتا۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ اصل نکاح نامہ مدعاہ کے بجائے مدعا علیہ کے قبضہ میں تھا، اور ایسا اکثر عورتوں کے کیسیز میں ہوتا ہے۔ اس صورت میں قانون اجازت دیتا ہے کہ اگر اصل دستاویز مخالف فریق کے پاس ہے اور وہ اسے پیش نہیں کرتا تو اس کا مقابل (فوٹو کاپی) قابل قبول شہادت کے طور پر مانا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس کی صداقت بادی النظر میں ظاہر ہو۔

لہذا مدعاہ کی طرف سے دی گئی ابتدائی زبانی گواہی اور نکاح نامہ کی فوٹو کاپی، عدالت کے نزدیک ابتدائی دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کافی قرآن و شواہد پر مبنی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

¹⁹ ایضاً، صفحہ 30

To prove her claim, plaintiff herself appeared in the witness box as PW-1 and sworn her affidavit as Ex.P-1, wherein she has solemnly affirmed regarding her contention contained in the plaint. Further, photocopy of Nikahnama, which show the relationship between the parties was produced as Ex.P-2 as documentary evidence²⁰.

کیا کسی مقدمہ میں جب مدعا میں جو بطور گواہ PW-1 عدالت میں پیش ہو کر بیان حلفی جمع کرتے ہوئے اپنے دعویٰ کی تصدیق کر دے، اور نکاح نامے کی فوٹو کاپی P-2.Ex. بطور دستاویزی شہادت پیش کرے، تو یہ ثبوت اس صورت میں قابل قبول ہوں گے جبکہ اصل نکاح نامہ مدعا علیہ کے پاس ہے اور وہ جان بوجھ کر اصل دستاویز پیش نہیں کر رہا؟

اس سوال کے تناظر میں، عدالتی ناظر اور قانون شہادت آڑ پیش کے مطابق، جب کسی مقدمہ کی اصل دستاویز کسی ایسے فریق کے قبضہ میں ہو جو اسے پیش نہ کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو قاعده انصاف کے تحت فوٹو کاپی یا ثانوی شہادت پیش کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ قانونی اصول یہ ہے کہ اگر کوئی فریق عدالت میں جان بوجھ کر اصل دستاویز پیش نہیں کرتا تو اس کے مقابل صداقت پر مبنی تبادل شہادت قبول کی جاسکتی ہے، بشرطیہ متعلقہ دستاویز کی حقیقت existence اور مصدقہ معلومات authenticity میں بھی فوٹو کاپی یا تبادل شہادت کو جواز دیا گیا جس وقت اصل دستاویز مختلف فریق کے کنٹرول میں ہو اور وہ دانستہ طور پر پیش نہ کرے تقویت دیتا ہے، خصوصاً جب متعلقہ نکاح نامے کے اصل ہونے سے فریق مختلف بھی انکار نہ کرے، بلکہ فقط فرد عمل میں رکاوٹ بن رہا ہو۔ اس لیکل اصول کی بنیاد پر، متعدد پاکستانی عدالتی فیصلوں میں بھی فوٹو کاپی یا تبادل شہادت کو جواز دیا گیا جس وقت اصل دستاویز مختلف فریق کے کنٹرول میں ہو اور وہ دانستہ طور پر پیش نہ کرے (Supreme Court, PLD 2016 SC 457)۔ اس لیے مدعا میہ کی طرف سے دی گئی زبانی شہادت اور پیش کردہ فوٹو کاپی کمل قانونی و قوت رکھتی ہے اور عدالت فیصلہ صادر کرتے وقت اسے قابل قبول شہادت قرار دے سکتی ہے۔

تفصیل نمبر 4

یہ فیصلہ اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ جب مدعا علیہ دعوے پر کوئی اعتراض نہیں کرتا تو عدالت صرف مدعا میہ کے شواہد اور بیانات کو بنیاد بنا کر فیصلہ سناتی ہے۔ یہ طریقہ انصاف کے اس اصول کو اجاگر کرتا ہے کہ کسی بھی دعوے پر غیر حاضری یا خاموشی خود بخود مدعی کی سچائی کو تقویت دیتی ہے اور عدالت کے فیصلے کو آسان بنادیتی ہے۔

plaintiff has claimed dissolution of marriage on the basis of khula and defendant has not opted to contest her claim, hence the court has no other option, but to accept the evidence of the plaintiff as gospel truth²¹

اگر مدعا میہ خلع کی بنیاد پر نکاح کے خاتمے کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ اس دعوے کو چلنچنڈ کرے، تو کیا عدالت مدعا میہ کے بیان کو یقینی طور پر صحیح تسلیم کر کے فیصلہ دینے کی پابند ہے؟ اس عدالتی رویے کے معاشرتی اور قانونی اثرات کیا ہیں؟ اس کیس میں خلع کی بنیاد پر نکاح کے خاتمے کے دعوے پر مدعا علیہ نے خاموشی اختیار کی، جس نے مدعا میہ کا موقف یک طرفہ طور پر طاقتوں بنادیا۔ قانونی لحاظ سے عدالت کسی بھی دعوے میں ہمیشہ دونوں فریقین کے دلاکل اور شواہد کو بر موقع دینے کی کوشش کرتی ہے، تاکہ کوئی فریق نا انصافی کا شکار نہ ہو۔ مگر جب مدعا علیہ کوئی دفاع پیش نہ کرے تو عدالت ناقدانہ سوچ کے تحت صرف مدعی کی گواہی کو حقیقت تصور کرتی ہے اور اسی بنیاد پر حقیقی فیصلہ سناتی ہے۔ ایسے میں قانونی اصول یہ کہتا ہے کہ سچائی کو تلاش کرنے میں مدعا علیہ کی غیر حاضری یا خاموشی مدعی کے حق میں جاتی ہے۔

²⁰ ایضاً، صفحہ 31

²¹ ایضاً، صفحہ 31

اس کا ایک بڑا معاشرتی اثر ہے کہ خواتین خلع کی صورت میں اعتماد سے عدالت جاسکتی ہیں کہ جب ان کے شوہر خاموشی اختیار کریں تو عدالتی نظام ان کے حق میں فیصلہ دے گا۔ تاہم اس سے عدالتی ذمہ داری بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ صرف قانون کے مطابق اور انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرے، تاکہ کسی بھی فریق کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

تتفق نمبر 5

عدالت نے خلع کی بنیاد پر شادی توڑنے کی مدعیہ کی درخواست منظور کر لی۔ ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ اگر مہر ادا ہوا ہے تو وہ بطور زیر خلع واپس کرنا ہو گا۔ یہ فیصلہ قانون کے مطابق ہے اور خواتین کو عدالتی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

Upon considering all the pros and cons of the matter, the suit of the plaintiff for dissolution of marriage is hereby decreed in her favour against the defendant. marriage of the plaintiff stands dissolved on the basis of khula and dower amount is treated as Zar-e-khula. plaintiff will return the dower to the defendant, if any, as per law. Decree sheet be prepared accordingly. Certified photocopy of decree be sent to the Union Council concerned for necessary action as ordained U/S 21 (2)of Family Court Act. 1964. No order as to costs. File be consigned to record room, after its due

.completion²²

کیا عدالتی خلع کے بعد شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی نکاح کو ختم کیا جاسکتا ہے، اور اس صورت میں شریعت پاکستانی قوانین اس فیصلے کی کیا حمایت کرتے ہیں؟ عدالتی خلع کا تصور اسلامی شریعت اور پاکستانی قانون دونوں میں واضح ہے۔ یہوی اگر شوہر سے ناپسندیدگی یا ازدواجی زندگی میں ہم آہنگی نہ ہونے کی بنیاد پر خلع کا مطالبہ کرے تو فیلی کورٹس ایکٹ 1964 کے مطابق اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت سے نکاح کے خاتمے کی درخواست دے سکتی ہے، چاہے شوہر راضی ہو یا نہ ہو۔ پاکستانی عدالتیں اس مقدمہ پر سماعت کر کے یہوی کی گواہی اور دلائکل کی روشنی میں با اوقات شوہر کی غیر حاضری یا عدم دلچسپی پر بھی نکاح ختم کر دیتی ہیں اور شوہر کی جانب سے اعتراض نہ آنے پر فیصلہ یہوی کے حق میں ہوتا ہے۔ شریعت میں بھی خلع کے لیے مالی تصفیہ (مہر) واپس کرنے کی شرط آتی ہے، اور عدالتی حکم کے بعد ازدواجی بند ہن کو مکمل طور پر ختم مانا جاتا ہے۔ اس سے خواتین کو معاشرتی سطح پر تحفظ، آزادی سے زندگی گزارنے کا حق اور انصاف ملتا ہے۔ تاہم، اس کا غلط استعمال روکنے کے لیے عدالتی نگرانی اور قانونی رہنمائی لازم ہے تاکہ دونوں فریقین کے حقوق محفوظ رہیں اور معاشرتی توازن برقرار رہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ (Judgment) کا جائزہ

اسلام ایک آفاتی مذہب ہے جس نے زندگی کے کسی بھی شعبے کو ادھورا نہیں چھوڑا۔ انسانی زندگی کے وہ تمام امور جو زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں اس کی جزیيات تک کے بارے میں شریعت اسلامی میں احکامات موجود ہیں۔ درج ذیل آیات میں اسلام کا سارا ایسا ہی، قانونی اور دستوری نظام موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُكُمْ أَنَّ تَؤْدُوا إِلَيْهِ الْأَمْنَتَ إِلَى أَهْلِهِمَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ إِنَّكُمْ مَا بِالْعُدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعْمًا يَعْظِمُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَيِّدًا بِصِيرَاتِهِ"

²² ایضاً، صفحہ 31

²³ النساء(4)، 58

"(مسلمانو!) بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے"

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کسی بھی معاشرے میں جو سیاسی نظام قائم کیا جاتا ہے، اس میں مختلف مناصب ہوتے ہیں، جن کے ساتھ مخصوص اختیارات اور ذمہ داریاں وابستہ ہوتی ہیں۔ لہذا، ان مناصب کے انتخاب میں دی جانے والی رائے ایک امانت کے طور پر شمار ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ رائے دہی میں مکمل سوچ بچار اور دیانتداری سے کام لیا جائے، تاکہ حقدار کو اس کا جائز مقام مل سکے۔ اگر کوئی شخص محض ذات برادری، رشتہ داری، ذاتی مفادیا کسی دباؤ کے تحت اپنی رائے کسی کے حق میں استعمال کرے تو یہ ایک کھلی خیانت ہو گی۔ حق رائے دہی ایک اہم امانت ہے اور اس کا درست استعمال ہر شہری کی اخلاقی اور شرعی ذمہ داری ہے۔ عام طور پر بھی امانت کی حفاظت لازم ہے اور جو بھی امانت کسی کے سپرد کی جائے، اسے دیانتداری سے واپس لوٹانا ضروری ہے۔ لیکن یہاں یہ اصول صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کے ایک بنیادی قاعدے کے طور پر سامنے آتا ہے۔ دوسرا اہم بات یہ ہے کہ جب لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کیا جائے تو مکمل عدل و انصاف کے ساتھ کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کا انتخاب الہیت کی بنیاد پر ہونا چاہیے، جبکہ عدالت کو ہر طرح کے تعصباً اور تغیریق سے پاک رکھ کر عدل و انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

عام طور پر جب بھی کسی خاندان میں اس طرح کے مسائل پیدا ہوں کہ نوبت عدالت تک جا پہنچ تو سب سے پہلا مرحلہ ایچھے اور پیشہ ور وکیل کی تلاش ہوتا ہے جو خاندان کے موقف کو درست اور احسن طریقے سے عدالت کے رو برو پیش کر سکے۔ لہذا زیر نظر مقدمہ میں بھی مدعاہ کے وکیل نے دعویٰ دائر کرتے ہوئے قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے متعلقہ عدالت میں دعویٰ دائر کیا۔ مورخہ 26-09-2024 کو کونسل فریقین کی بحث آخر سماحت کرنے کے بعد فاضل عدالت نے متنزکرہ بالا مقدمہ نمبری 1964 of Family Court Act. 21(2) S/U. دائر شدہ مورخہ 05-09-2024 کا فیصلہ صادر فرمایا جس کے چنانچہ نکات درج ذیل ہیں:

مقدمہ "مسماۃ مقدس بنام نجم امیر" میں عدالت نے جو فیصلہ صادر کیا، وہ نہ صرف پاکستان کے فیلی قوانین کے مطابق ہے بلکہ شریعت اسلامی کے اصول عدل و مساوات کی مکمل ترجمانی کرتا ہے۔ مدعاہ نے جب عدالت سے رجوع کیا تو اس کی شکایت محض جذباتی یا وقتی نہیں تھی، بلکہ وہ ایک مسلسل ظلم، بد سلوکی اور جذباتی و جسمانی اذیت کی داستان تھی، جس کا اثر اس کی ازدواجی زندگی اور ذہنی سکون پر گہرا ہو چکا تھا۔

سب سے پہلے عدالت نے مدعاہ کا مکمل بیان حلفیہ (Affidavit) ریکارڈ کیا، جس میں مدعاہ نے نہایت سنجیدگی سے اپنی ازدواجی زندگی کی حقیقت کو عدالت کے سامنے رکھا۔ اس میں شوہر کی بد کرداری، ناجائز تعلقات، مار پیٹ، نان و نفقہ کی عدم ادائیگی، اور عزت نفس کو مجرح کرنے جیسے نکات شامل تھے۔ فیملی کورٹ کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان صلح و صفائی کی ہر ممکن کوشش کرے۔ چنانچہ عدالت نے اس مقدمے میں بھی دونوں فریقین کو مصالحت کے لیے متعدد مواقع دیے، لیکن شوہر کی عدم دلچسپی، عدم حاضری اور بد زبانی کے باعث مصالحت ممکن نہ ہو سکی۔ مدعاہ نے جو نکاح نامہ عدالت میں بطور دستاویزی شہادت جمع کروایا (Ex.P-2)، وہ دونوں فریقین کے درمیان ازدواجی رشتے کو ثابت کرتا ہے۔ مزید یہ کہ مدعاہ کا بیان حلفی (Ex.P-1) قانونی شہادت کے زمرے میں آتا ہے، جس کی بنیاد پر عدالت نے مقدمے کو کیکٹر ف طور پر آگے بڑھایا۔ عدالت نے مدعاعلیہ کو کئی مرتبہ نوٹس جاری کیے، گروہ عدالت میں حاضر نہ ہوا، جو قانون عدالت کے لیے یہ جواز فراہم کرتا ہے کہ وہ ex-parate (کیکٹر ف) کا رواوی کرتے ہوئے فیصلہ سنائے۔ اسلامی اصول بھی فی الجملہ یہی کہتے ہیں کہ جب مرد طلاق دینے سے انکار کرے اور عورت نجات چاہتی ہو، تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ وہ نکاح فتح کر دے۔ عدالت نے مدعاہ کے بیانات، شہادت، حالات و واقعات، اور مدعاعلیہ کی غیر اخلاقی روشن کو دیکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس رشتے کا جاری رہنا نہ صرف مدعاہ کی خلاف ورزی بھی ہو گی۔ عدالت نے اس بنیاد پر خلع کی ڈگری جاری کی۔

عدالتوں میں دائر کیے جانے والی عائی مقدمات میں خواتین کی طرف سے اکثر ویژت ایک جیسی الفاظ والزامات ہی پیش کیے جاتے ہیں جس کی بڑی وجہ وکلاء حضرات ہیں۔ سائلین کا موقف سننے کے بعد وکلاء حضرات یا تو خالی کاغذ پر فوراً سخنخط کروالیتے ہیں کہ ہم دعویٰ بعد میں لکھ لیں گے یا سائلین کی موجودگی میں دعویٰ کے مندرجات لکھ کر یا کپوز کر کے فوراً سخنخط کروالیتے ہیں اور اکثر سائلین کو اپنا دعویٰ ٹھیک سے پڑھنے کا موقع بھی نہیں مل پاتا۔ وکلا حضرات کی جانب سے ایسا کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو بھی سائل ان کے پاس آیا ہے ایک تو اسے فوراً تسلی ہو جائے کہ ہمارا مقدمہ بھی تحریر ہو گیا ہے اور پہلی فرصت میں دائر کر دیا جائے گا دوسرا اور اہم وجہ یہ ہوتی ہیں کہ وکلا حضرات فوری کاروائی کرنے کے بعد اپنی فیض حاصل کرنے کے مجاز تھرتے ہیں۔ اس معاملے میں جلد بازی کی وجہ سے تحریر کیا جانے والا دعویٰ اکثر وہ ویژت ملئے جلتے الفاظ اور کاروائی پر مشتمل ہوتا ہے۔ خواتین کی جانب سے دائر شدہ مقدمات میں مکر الفاظ، الزامات اور خاص طور پر فہرست سامان جیز ایک جیسی ہونے کی وجہ بھی بھی جلد بازی ہے۔

(Relief)

خلع اسلامی شریعت و قانون میں عورت کا وہ بنیادی حق ہے، جس کے ذریعے عورت ازدواجی بندھن کو ختم کر سکتی ہے، اگر شوہر کے رویہ کی وجہ سے ازدواجی زندگی گزارنا دو بھر ہو جائے یا باہمی نبہ مکن نہ رہے۔ پاکستانی فیصلی کورٹ 1964 Act اور شریعت دونوں اس چیز کی گنجائش فراہم کرتی ہیں کہ اگر عورت کو حقیقی مجبوری یا شوہر کی طرف سے زیادتی، نمان و نفقہ کی عدم ادا بھی، ظلم و ستم، یادگیر ناقابل برداشت و جوہات در پیش ہوں تو وہ عدالت سے خلع کی ڈگری طلب کر سکتی ہے۔ خلع عورت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک باوقار اور باعزم الگ راستہ فراہم کرتا ہے۔

عدالتی خلع یعنی فتح نکاح میں سب سے اہم بیلیف نکاح کا ختم ہوتا ہے۔ عدالت شادی کو باضابطہ طور پر منسوج کرتی ہے اور عورت و مرد کے درمیان ازدواجی رشتہ باقی نہیں رہتا۔ مزید یہ کہ اگر عورت نے جیز بیامہ وصول کیا ہے، تو اسلامی حکم کے مطابق رفع تنازع اور انصاف کے لیے اکثر صورتوں میں اس مال کی واپسی لازم ہوتی ہے، جسے "زیر خلع" کہا جاتا ہے۔ البته اگر طلاق یا عیحدگی شوہر کی زیادتی، ظلم یا نمان و نفقہ نہ دینے پر ہو تو حالیہ لاہور ہائیکورٹ کے مطابق عورت مہر میں سے اپنے پورے حقوق کی مستحق رہتی ہے اور اس حق کو عدالتی ڈگری کے ذریعے تسليم کیا گیا ہے سبقہ بحث میں جن نکات کا ذکر ہوا، ان میں سے ایک اہم اور عملی مسئلہ یہ ہے کہ بعض اوقات خاوند عدالت میں حاضر نہیں ہوتا۔ ایسے میں عوام الناس کے ذہنوں میں شریعت کا حکم جاننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اب ہم اس حوالے سے معتبر دینی اداروں کے فتاویٰ اور مفتیان کرام کی آراء پیش کرتے ہیں۔

مفتیان کرام کی آراء

دارالعلوم کراچی کا ایک فتویٰ ہے جس میں پانچ سوالات کئے گئے ان میں عدالتی خلع کے بارے تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تیرساوں جس میں یہ ذکر ہے کہ مروجہ عدالتوں میں شوہر کا حاضر عدالت نہ ہونا اس کے خلاف یکطرفہ فیصلہ کیلئے کافی ہے، اس کو فتاویٰ میں نکول قرار دیا گیا ہے۔

جواب:

جی ہا! شوہر کا عدالت میں حاضر نہ ہونا نکول ہے، کیونکہ عدالت نے شوہر کو بار بار بلا یا، نوٹس دیے، سمن سمجھے، بیلف روانہ کیے اور اخبار میں بھی نوٹس دیا، اس کے باوجود شوہر حاضر عدالت نہ ہوا، اس کو فقہائے شافعیہ نکول سے تعبیر فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر کردہ عبارات میں درج ہے، نیزاں سلسلے میں شوہر کو قصور و ار ہے، کیونکہ قانوناً اگرچہ عورت کے حق میں فیصلہ صادر ہوتا ہو، لیکن جو کام اس کی اختیار میں تھا، وہ اس نے نہیں کیا، اسی وجہ سے وہ ناکل کھلائے گا نیز اگر شوہر کا اس طرح غائب ہو جانا، اور جان بوجھ کر روپوش ہو جانا، خاموش اختیار کرنا اگر نکول قرار نہ دیں، اور فیصلہ کی اجازت مسلمان حجج کو نہ ہو، تو لوگوں کے حقوق ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے، اس لیے فقہائے کرام کی عبارات کے پیش نظر یہ صورت نکول میں داخل ہے، اور مدعا یہ کہ حق میں ایسا فیصلہ فقہائے شافعیہ کے نزدیک درست اور معتبر ہے۔²⁴

وَلَا يَلْزَمُ الْقَاضِي فِي حَقِّ هَذَا الْمُتَوَارِى أَنْ يَخْلُفَ الْمُدَعِّى أَنَّهُ مَا قَبَضَ هَذَا الْحَقَّ وَلَا شَيْئًا مِنْهُ. كَمَا يُحَلِّفُهُ لِلْغَائِبِ لَأَنَّ هَذَا قَادِرٌ بِمُحْضُورِهِ عَلَى الْمُطَالَبَةِ بِذَلِكِ لَوْ أَرَادَ بَخَالَفِ الْغَائِبِ فَافْتَرَقَ فِيهِ، فَإِنْ قَالَ الْمُدَعِّى لَيْسَتْ لِي بَيْنَهُ فَقَدْ اخْتَلَفَ أَصْحَابِنَا: هُلْ يَكُونُ هَذَا الْامْتِنَاعُ مِنَ الْحُضُورِ كَالْتُكُولِ فِي رَدِ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَعِّى أَمْ لَا عَلَى وَجْهِينِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ لَا يَجْعَلُ نُوكُلًا لَأَنَّ النُوكُولَ بَعْدَ سَمَاعِ الدَّعْوَى، وَسُؤَالِهِ عَنِ الْجَوابِ، فَيَصِيرُ إِنْ شَرْطَيِنِ فِي التُوكُولِ، وَهُمَا مَفْقُودُانِ مَعَ دَعْوَى الْحُضُورِ وَالْوَجْهِ الثَّانِي: وَهُوَ أَشَبُهُ أَنْ يَجْعَلَ كَالْتُكُولَ بَعْدَ النَّدَاءِ عَلَى يَاهِ بِمُبْلَغِ الدَّعْوَى وَإِعْلَامِهِ بِأَنَّهُ يَحْكُمُ عَلَيْهِ بِالْنُوكُولِ لِوَجْدِ شَرْطِيِ التُوكُولِ فِي هَذَا النَّدَاءِ، فَعَلَى هَذَا يَسْمَعُ الْقَاضِي الدَّعْوَى مُحْرَرًا ثُمَّ يُعِيدُ النَّدَاءَ عَلَى يَاهِ ثَانِيَةً بِأَنَّهُ يَحْكُمُ عَلَيْهِ بِالْنُوكُولِ.²⁵

ابن عبد السلام : وظاهر ما ذكره ابن القاسم أنه يسمعه عن مالك عدم القضاء على الغائب ولو بعدت غيبته وينفذ القضاء على الغائب بأبيته وأليمين على عدم الإبراء والاستيفاء والاعتراض والإحالة والاحتياط والتوكيل على الأقضية فيه وفي بعضه، وقيل: وإنما باق عليه إلى الآن.. أي: يحكم على الغائب بالدين إذا قامت للطالب بيته أو حلف.²⁶

فإن قال المدعى ليست لي بيته فقد اختلف أصحابنا: هل يكون هذا الامتناع من الحضور كالنوكول في رد اليمين على المدعى أم لا : على وجهين : أحدهما: الله لا يجعل نوكولا لأن النوكول بعد سماع الدعوى وسؤاله عن الجواب فيصيران شرطين في التوكول، وهما مفقودان مع عدم الحضور والوجه الثاني: وهو أشبه أن يجعل كالنوكول بعد النداء على ياه بمبلغ الدعوى وإعلامه بأنه يحكم عليه بالنوكول لوجود شرطي التوكول في هذا النداء فعلى هذا يسمع القاضي الدعوى محررة ثم يعيد النداء على ياه ثانية بأنه يحكم عليه بالنوكول، فإذا امتنع من الحضور بعد النداء الثاني، حكم بـنوكوله ورد اليمين على المدعى وحكم له بالدعوى إذا حلف.²⁷

جامعہ بنوری تاکوں کراچی کا فتویٰ :

"اگر خاوند کو عدالت سے بار بار نوٹس بھجوائے جائیں، اخبار میں اشتہار بھی ہو، اس کے باوجود خاوند عدالت میں حاضر نہ ہو اور اپنا دفاع نہ کرے، جبکہ عورت نے نان نفقة نہ ملنے پا تھت پر دلیل بیش کی ہو، تو اس کے بعد عدالت عورت کے بیان حلقوی پر مبنی خلع کی ڈگری جاری کر سکتی ہے۔ اس صورت میں شوہر کا جان بوجھ کر پیش نہ ہونا امتنعت اپنا شمار کیا جائے گا اور فتح کا حشر عادست سمجھا جائے گا۔ لہذا اگر عدالت بھی گزر جائے تو عورت پر دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔"²⁸ شوہر کے بار بار طلب کیے جانے کے باوجود حاضر نہ ہونے اور عذر نہ دینے کی بنیاد پر عدالت کا فتح شرعاً عادست اور معتبر ہے، خاص طور پر اگر نان نفقة نہ ملنے یا ظلم کا ثبوت ہو۔ ہر فیصلہ شریعت کی بنیاد پر مخصوص حکم کے مطابق دیا جاتا ہے۔

²⁵ امام مادری، علی بن محمد۔ "الحاوی الکبیر" ، جلد 16، صفحہ 302۔ دارالکتب العلمی، 1999ء۔

²⁶ ابن الحاچب، محمود بن عبد الرحمن۔ التوضیح فی شرح مختصر ابن حاچب" ، جلد 7، صفحہ 453۔ دارالمدنی، سعودیہ، 1986ء۔

²⁷ امام مادری، علی بن محمد۔ "الحاوی الکبیر" ، جلد 16، صفحہ 302۔ دارالکتب العلمی، 1999ء۔

²⁸ <https://banuri.edu.pk/questions/fasal/khla-ki-sharaet>

نتیجہ بحث

اسلام نے نکاح کو ایک مضبوط، مقدس اور باہمی رضا مندی و محبت پر مبنی رشتہ قرار دیا، اور قرآن مجید نے بار بار اس رشتے کے احترام، حقوق اور حسن معاشرت پر زور دیا ہے۔ تاہم شریعت مطہرہ نے یہ بھی تسلیم کیا کہ کبھی کبھار ازدواجی زندگی میں ایسی ناہمواریاں، بد سلوکیاں یا ایسی اخلاقی بے راہ رویاں سامنے آ جاتی ہیں کہ جو میاں یوں کے درمیان اصلاح ذات الیں ناممکن نا ممکن بنا دیتی ہیں۔ ایسے حالات میں اسلام صرف شوہر کو الگ ہونے کا اختیار نہیں دینا بلکہ عورت کو بھی حق خلع عطا کرتا ہے کہ وہ حدود اللہ کے قائم نہ رہنے کا اندر یہ سپیدا ہو جائے تو نکاح کے بندھن کو ختم کر اسکتی ہے۔

قرآن مجید کی سورہ القہر آیت 229 میں ارشاد ہے:

فَإِنْ خَفْتُمُ أَلَا يُقْيِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا أَفْتَنَدُتُ مِنْهُ...

"اگر تمہیں ڈر ہو کہ دونوں (زو جین) اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے گے، تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت پر کچھ دے کر (طلاق لے لے)۔" اسی اصول کی نیاد پر فقهاء اسلام نے خلع کو جائز اور عورت کے لیے شرعی حق تسلیم کیا، خصوصاً جب شوہر اصلاح یا مصالحت پر آمادہ ہو اور ازدواجی زندگی عورت کے لیے جہنم بن جائے۔

اس کیس میں عدالت نے واضح طور پر تمام قانونی تقاضے پورے کیے اور مدعایہ کو بار بار نوٹس اور سمن کے ذریعے بھی طلب کیا، مگر اس نے حاضر ہو کر اپنا دفاع پیش نہ کیا۔ مدعاہ نے عدالتی بیان، دستاویزی شہادت اور نکاح نامہ جس طرح پیش کیا، اس سب کے پیش نظر عدالت نے مدعاہ کے حق میں فیصلہ دیا اور عدالتی خلع جاری کر دی۔ یہ عمل فقہی اعتبار سے "کمول" یا "متعنت" کہلاتا ہے، یعنی شوہر کا جان بوجھ کر غیر حاضر ہے۔ شریعت نے اسے قاضی کو نکاح فتح کرنے کا جائز سبب قرار دیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں بھی متعدد ایسے واقعات پیش آئے، جن میں صحابیات نے بد خلقی اور ازدواجی ناممکنی کے پیش نظر خلع طلب کیا اور ان کا حق تسلیم کیا۔ حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ کا واقعہ

عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِمْرَأَ ثَابَتَ بْنَ فَيْسَلَ أَتَتَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَنْقُمُ عَلَى ثَابَتِ مِنْ دِينٍ
وَلَا خَلْقٍ إِلَّا أَخَافُ الْكُفَّارَ فِي الْإِسْلَامِ... فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَرَدِينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: أَقْبِلْ الْحَدِيقَةَ وَطَلَّقْهَا تَطْلِيقَةً.²⁹

اس حوالے سے نہایت نمایاں ہے کہ جب عورت نے علیحدگی کی تھوس وجہ بیان کی، تو نبی ﷺ نے صرف مہروپس لوٹا کر نکاح ختم کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرز پر فقهاء اور بعد کے مفتیان کرام نے بھی اگر مرد بلا وجہ رغبت نہ کرے، حقوق ادا نہ کرے یا عدالت سے مسلسل غائب رہے تو، قاضی کو نکاح فتح کرنے کا حق دیا ہے۔ فیصلی کورٹ 2024 کے فیصلوں کا جائزہ:

اسلام آباد میں سال 2024ء میں خلع و تفسیخ نکاح کے مقدمات ایسٹ اور ویسٹ اسلام آباد دونوں کی مجموعی تعداد 2872 ہے، ان میں صرف ایسٹ اسلام آباد ریکارڈروم کے مطابق 2024 میں 1970 کس سر ز ہے، ان مجموعی مقدمات میں سے 640 مقدمات Contested تھے، یعنی یہ ایسے مقدمات تھے جس میں دونوں فریقین نے باقاعدہ اپنے موقف کا دفاع کیا اور فیصلہ ہونے تک حاضر عدالت رہے جبکہ 1371 مقدمات Uncontested تھے یعنی ایسے مقدمات تھے جن میں فیصلہ کسی ایک فریق کے حق میں "یکطرفہ" ہوا۔ لہذا سال 2024 میں خلع کے مقدمات اسلام آباد کی فیصلی کورٹ سے صادر کئے گئے، جس کی شرح 68 فصدہ بتی ہے۔ Uncontested

²⁹ بخاری، محمد بن اسحاق علیل۔ صحیح البخاری، حدیث نمبر 5273۔

سال 2024ء سے جن مقدمات کو تحقیق کی غرض سے منتخب کیا گیاں میں عابدہ حسین بنام ستحی سلطان بتاریخ 2024-03-04، دعویٰ تنشیخ نکاح و ننان و نفقة وغیرہ، مسماۃ تمیز ابنا معلیٰ رضا بتاریخ 2024-03-13، دعویٰ تنشیخ نکاح و سامان بھیزیر، ائمہ بی بی بنام اسد خان ولد فضل کریم بتاریخ 2024-09-24، دعویٰ تنشیخ نکاح و تشدید وغیرہ، شامل ہیں، تفصیل کیلئے ہمارے پاس جو فیصلہ ہے ان کا نکاح 2024ء اور تنشیخ نکاح بھی ستمبر 2024ء میں ہوا ہے، ائمہ بی بی بنام اسد خان ولد فضل کریم 2024-09-24، کے مقدمہ اور عدالتی فیصلہ کا شریعت اسلامی کی روشنی میں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے؛

عنوان مقدمہ

عنوان: ائمہ بی بی بنام اسد خان ولد فضل کریم (دعویٰ تنشیخ نکاح و ننان و نفقة وغیرہ)

اجراء: 06-04-2024

فیصلہ: 26-09-2024

تفصیل مقدمہ

مورخ 2024-04-06 دعویٰ میں مدعا عالیہ بی بی کی جانب سے درج ذیل نکات تحریر کئے گئے:

مدعا عالیہ اور مدعی عالیہ کا نکاح 11 مارچ 2024 کو اسلام آباد میں اسلامی طریقے اور رسم و رواج کے مطابق ہوا، جس میں حق مہر کی رقم 5000 روپے مقرر کی گئی جو ادا کر دی گئی، جبکہ 5 تو لہ سونے کے زیورات مطالبے پر ادا کئے جانے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مدعا عالیہ اپنے نابالغ تھجیوں کی خیریت دریافت کرنے کے لیے مدعی عالیہ کے گھر گئی، مگر مدعی عالیہ نے مدعا عالیہ کی مرضی اور رضاۓ کے بغیر زبردستی اس سے نکاح کر لیا۔³⁰ بعد میں پتہ چلا کہ نکاح نامے کے مطابق حق مہر 5000 روپے مقرر ہوا ہے، جسے ادا کیا جانا بتایا گیا اور 5 تو لہ سونا مطالبے پر دینا طے ہوا (مہر غیر مجلہ)۔ اس نکاح کے بعد مدعا عالیہ نے اپنی والدہ سے رابطہ کیا، جنہوں نے اُسے اپنے ساتھ واپس گھر لے گئیں۔ مدعا عالیہ نے دیگر قانونی اختیارات اختیار کرنے کی بجائے مدعی عالیہ کے نفرت آمیز روپیے کے باعث خلع کی بنیاد پر شادی کے خاتمے کی درخواست دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ مدعا عالیہ کے دل میں مدعی عالیہ کے لیے اس قدر نفرت پیدا ہو چکی ہے کہ نکاح کے رشتہ کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود کے مطابق نبھانا ممکن ہو گیا ہے۔ مدعا عالیہ کے لیے سب سے پہلے وجہ 11 مارچ 2024 کو پیدا ہوئی اور دوسرا وجہ دون پہلے سامنے آئی، جب مدعی عالیہ نے قطعی طور پر طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ مدعا عالیہ اسلام آباد میں مقیم ہے، اس لیے اس معزز عدالت کو اس مقدمے کی ساعت اور فیصلے کا مکمل قانونی اختیار حاصل ہے۔ اس دعوے کے ساتھ 15 روپے عدالتی فیس جمع کر دی گئی ہے۔³¹ درج بالا حالات کے پیش نظر معزز عدالت سے استدعا ہے کہ مدعا عالیہ کے حق میں خلع کی بنیاد پر شادی ختم کرنے کا ڈگری بعد اخراجات جاری کی جائے۔

مورخ 2024-03-11 کو مدعی عالیہ اسد خان کی جانب سے درج ذیل اہم نکات تحریر کئے گئے:

مدعا عالیہ کے پاس اس مقدمے کو دائر کرنے کا کوئی جائز اور معقول جواز موجود نہیں ہے۔ یہ دعویٰ نہ تو قانونی لحاظ سے قابل ساعت ہے اور نہ ہی اس پر مزید کارروائی ہو سکتی ہے۔ مدعا عالیہ نے عدالت میں غیر صاف نیت اور بد نیت کے ساتھ رجوع کیا ہے، اس لیے وہ کسی رعایتی ریلیف کی حق دار نہیں بنتی۔ مدعی عالیہ نے مکمل مہر مدعا عالیہ کو ادا کر دیا تھا، حتیٰ کہ مدعا عالیہ نے رہائش کے دوران پانچ تو لہ سونے کے زیورات مانگے، جو اس کے مطالبے پر ادا کئے گئے۔ اسی طرح 5000 روپے نقد مہر بھی مدعا عالیہ کو مل چکے ہیں۔ مدعی عالیہ کو مدعا عالیہ سے گھر اپیار اور محبت ہے اور اس نے مدعا عالیہ کو زندگی کی ہر سہولت مہیا کی، جبکہ مدعا عالیہ مکمل آزادی سے اپنی زندگی گزار رہی تھی۔ لیکن بد قسمی سے مدعا عالیہ کے والدین اور بہنوں کی مداخلت اور اکسانے سے یہ رشتہ خراب ہو گیا۔ آج بھی مدعی عالیہ مدعا عالیہ کو الگ گھر میں آباد کرنے کے لیے تیار ہے۔³²

³⁰ ائمہ بی بی بنام اسد خان ولد فضل کریم، 26.09.2024ء، مس

³¹ اپناء، ص 10

³² اپناء، ص 14

تحانہ سمبل اسلام آباد SHO کے نام ایک بیان دیا ہے جس میں گزارش کی گئی ہے کہ میں اسد خان ولد فضل کریم ساکن میرا جعفر سیکر 12-G اسلام آباد کارہائی ہو آج مورخ 11-03-2024 کو بوقت 11:30 بجے رات میرے سرال میں میری ساس فارن بی بی اور میری ساس کا حقیقی بھائی ولدار اور میرا سالہ اجمل ولد محمد صدیق اور 15/20 نامعلوم لوگ میرے گھر پر آئے اور گھر کے اندر زبردستی گھتتے ہی میرے ساتھ مارپیٹ شروع کر دی اور میری بیوی انبیہ بی بی کو زبردستی میرے گھر سے اٹھا کر لے گئے۔ میں نے مورخ 11-03-2024 کو 12 بجے رات کے نام اپنی بیوی انبیہ بی بی کے ساتھ اس کی رضامندی سے کوڑ میرج کیا تھا۔ میری بیوی اپنی رضامندی سے میرے سرال والوں کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی اس کو میرے گھر سے مارپیٹ کر کے زبردستی لے جایا گیا۔ آپ جناب سے بذریعہ درخواست اتنا سا ہے کہ ان مژمان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور مجھے انصاف دلوایا جائے۔³³ مصالحت کے باوجود کوئی نتیجہ نہیں تک آنے کی صورت میں فیملی کو روٹ کی طرف سے تتفیقات وضع کر دیں۔

دعویٰ ہے کہ فیصلہ کے پیراگراف نمبر 1 میں صرف نکاح کے بارے میں بات درست ہے، باقی تمام نکات غلط ہیں اور انہیں مسترد کیا جاتا ہے۔ مکمل حق مہر مدعا عیہ کو ادا کیا جا چکا ہے۔ پیرا نمبر 2 درست نہیں، اس لیے اسے بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ مدعا علیہ ایک دوسرا سے محبت کرتے تھے اور مدعا عیہ نے ہی مدعا علیہ کو نکاح کی پیشکش کی، جسے مدعا علیہ نے قبول کیا اور دونوں نے عدالت میں نکاح کیا۔ باقی تمام باتیں بے بناء اور جھوٹی الزامات ہیں۔ پیرا نمبر 3 میں بیان کی گئی باتیں غلط ہیں۔ اصل صورت یہ ہے کہ مدعا علیہ کی والدہ اپنے بیٹھے اجمل کھوکھ اور کچھ نامعلوم افراد کے ساتھ مدعا عیہ کے گھر میں زبردستی داخل ہوئیں اور مدعا عیہ کو جبراً مدعا علیہ کے گھر سے لے گئیں۔ اس پر مدعا علیہ نے متعلقہ تھانے میں درخواست بھی کی دی ہے۔ مدعا علیہ آج بھی مدعا عیہ کو الگ گھر میں رکھنے کے لیے تیار ہے۔ (درخواست کی نقل منسک ہے) اس 4 پیراگراف کا بھی انکار کیا جاتا ہے کیونکہ شادی ختم کرنے کا کوئی معقول جواز نہیں لیا گیا، لہذا خلخ کا دعویٰ ناقابل ساعت ہے۔ پیرا نمبر 5 کی باتیں بھی حقائق کے منافی اور غلط ہیں۔ پیراگراف نمبر 6 بھی غلط ہے اور اس کی سختی سے تردید کی جاتی ہے۔ مدعا علیہ کے خلاف کوئی وجہ و قوع پذیر ہی نہیں ہوئی۔ پیراگراف نمبر 7 صحیح اور قانونی ہے۔ پیراگراف نمبر 8 بھی قانونی طور پر درست ہے۔ مجموعی طور پر، اوپر بیان کی گئی گزارشات کی روشنی میں مدعا عیہ کا دعویٰ سراسر جھوٹ، میں گھرست اور بے بناء ہے، اس کی کوئی قانونی یا اخلاقی بناد نہیں، بلکہ بد نتیجی اور ذاتی مقاصد کے تحت دائر کیا گیا ہے۔ اس لیے درخواست ہے کہ یہ 04-06-2024 اخراجات کے ساتھ مسترد کیا جائے۔

تتفیع نمبر 1

پہلے تتفیع میں مدعا عیہ نے اپنے شوہر کے خراب رویے کی وجہ سے اس کے ساتھ مزید رہنے سے صاف انکار کر دیا، اور عدالت میں اپنا بیان ریکارڈ کرایا۔ اُس نے حق مہر کی رقم واپس کر کے اپنی غیر رضامندی اور نکاح کے خاتمے کی صاف وجوہات پیش کیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فیملی لازمیں عورت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ شوہر کے رویے یا حالات سے ناخوش ہو تو خلخ کی بنیاد پر عدالت سے علیحدگی مانگ سکتی ہے، اور اس میں حق مہر کی واپسی اس کے خلوص نیت کی علامت ہے۔

Today the case was fixed far pre-trial reconciliation proceedings. the plaintiff got recorded her statement and started that due to bad behavior of defendant, she doesn't want to live with the defendant within the limits set out by almighty Allah and prayed for decree of dissolution of marriage on the basis of khula. she has also returned the -dower amount of RS.5,000/- which was received at time of Nikah to the defendant³⁴

تتفیع نمبر 2

³³ اپنا، ص 26

³⁴ اپنا، ص 22

دوسرے تنقیح میں شوہر نے مکمل آمادگی ظاہر کی کہ وہ رشتہ برقرار رکھنا چاہتا ہے، اور علیحدگی نہیں چاہتا۔ یہ عمل عدالت کے سامنے دونوں فریقین کے موقف کیوضاحت کرتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلع کے معاملات میں مرد کے بندباث اور موقف کو بھی اہمیت دی جاتی ہے، مگر اس کے باوجود عورت کی مرضی مقدم رکھی جاتی ہے۔ اس سے سوال اٹھتا ہے کہ کیا ہر صورت میں عورت کی رضامندی کو ہی فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے یا مرد کے موقف کو بھی نظر میں رکھا جانا چاہیے؟

On the other hand, defendant appeared before the Court along with his counsel, and stated that he is ready to continue marital bond but plaintiff is trying to dissolve the

-marriage³⁵

تنقیح نمبر 3

عدالت نے فریقین کے بیانات مُن کر اور مصالحت کی کوشش ناکام ہونے کے بعد سیکشن 10(4) ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 کے تحت خلع کی ڈگری جاری کر دی۔ اس عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ عدالت شواہد اور دونوں فریقین کے موقف سننے کے بعد فیصلہ کرتی ہے، اور اگر عورت کا موقف واضح اور مصمم ہو تو قانوناً تنقیح نکاح کی ڈگری دینا عدالت کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

In view the statement of plaintiff pre-trial reconciliation has ended in failure and as such, there is no option with the Court except to decree the suit of plaintiff. He, suit of the plaintiff for dissolution of marriage on the basis of khula is decreed in her favour against the defendant and the marriage between the parties is dissolved on the basis of khula, under section 10(4) of West Pakistan Family Courts Act 1964. Decree sheet be prepared accordingly. Copy of this order be sent to concerned Union Council/Arbitration Council for necessary action. File be consigned to record room

.after its due completion³⁶

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ (Judgment) کا جائزہ کسی بھی قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لیے عدل و انصاف بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف مظلوم کو اس کا حق دلاتا ہے بلکہ خالم کے خلاف کارروائی کر کے امن و امان قائم کرتا ہے۔ انصاف کی بدولت حقوق ان کے حقوق اور مدنظر میں اور فسادی عناصر کی روک تھام ہوتی ہے، تاکہ ہر فرد کی جان، مال، عزت اور نسل کی حفاظت تیین بنائی جاسکے۔ اسی لیے اسلام نے عدل و قضاؤ کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور اسے انبیاء کی سنت قرار دیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں فیصلہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ" ³⁷

اور جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

اللہ رب العزت انصاف کے قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

³⁵ ایضاً، ص 23

³⁶ ایضاً، ص 23

³⁷ المائدہ (5) 44

" وَ إِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ إِنْ تُحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۖ³⁸

اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو"

آنحضر صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ امت کے لیے ہمیشہ سے مشعل راہ رہا ہے۔ اگر مسلمان اس پر حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہوں تو آج کی پرفتن دور میں بھی دنیا پر قیادت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام میں عدل و انصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جس میں انتساب، مساوات اور سماجی انصاف شامل ہیں۔ سماجی انصاف کا تقاضا ہے کہ امیر و غریب میں فرق نہ ہو، مردو عورت کے حقوق برابر ہوں، اور کسی کو کسی دوسرے کے استھان کی اجازت نہ ہو۔ ایک مثالی معاشرہ وحی کھلانے کا جہاں تعلیم ہر فرد کے لیے یکساں اور مساوی دستیاب ہو، قانون سب پر یکساں لا گو ہو، اور کوئی بھی قانون سے بالاتر نہ ہو۔ کسی کو محض اس کی نسل، حسب و نسب، مذہب، رنگ یا علاقے کی بنیاد پر برتری یا کمتری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وسائل کی منصانہ تقسیم یقینی ہو، تاکہ ہر فرد کو اس کا حق بلا تفریق ملے اور کوئی بھی بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہے۔ کسی کو زبردستی کی پر قابض ہونے کی اجازت نہ ہو اور ہر فرد کی ملکیت، عزت و وقار محفوظ رہے۔

یہ تمام اصول کسی بھی مہذب اور منصانہ معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ مسلمانوں کے لیے ہر شعبہ زندگی میں کامل خوبی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں ایک عظیم حاکم، مدرس قائد، شفیق مرتبی، دانا رشد اور عادل منصف کی تمام خوبیاں بیجا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز حکمرانی، عدل و انصاف کا نظام، اور سماجی مساوات کے اصول اچ بھی دنیا کے لیے روشنی کا بینار ہیں۔ اگر امت مسلمہ انہی اصولوں پر کر بند ہو جائے تو ایک مثالی اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے، جو ہر فرد کے لیے امن، انصاف اور خوشحالی کی صفائح بتے گا۔

حسب روایت جب بھی کسی خاندان میں اس طرح کے مسائل پیدا ہوں کہ نوبت عدالت تک جا پہنچے تو سب سے پہلا مرحلہ ایسے وکیل کی تلاش ہوتا ہے جو ان کے موقف کو اچھے سے اچھے طریقے سے عدالت کے رو برو پیش کر سکے۔ لہذا زیر نظر مقدمہ میں بھی مدعيہ کے وکیل نے دعویٰ دائر کرتے ہوئے قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے اسلام آباد کی فیصلی کورٹ میں دعویٰ دائر کیا۔ مورخہ 2024-09-26 کو کو نسل مدعیان بحث آخر یک طرفہ سماعت کرنے کے بعد فاضل عدالت نے متنزکہ بالا مقدمہ نمبری 1964 under section 10(4) of west Pakistan Family Courts Act 1964 کا فیصلہ صادر فرمایا جس کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

مورخہ 2024-04-06 کو مدعيہ کی جانب سے تنسیخ نکاح و دلایانے نان و نفقہ وغیرہ کا عالی مقدمہ دائر کرنے کے بعد مورخہ 2024-03-11 کو اسد خان ولد فضل کریم کی جانب سے جواب دعویٰ دائز کیا گیا جس میں اس نے (حقوق اعادہ زن آشوئی) کا مقدمہ دائر کرنے کے بارے میں معزز عدالت کو آگاہ کیا کہ بندہ پہلے ہی مدعيہ کو بسانے کی غرض سے حقوق اعادہ زن آشوئی کا دعویٰ دائز کرچکا ہے۔³⁹

زیر نظر مقدمہ میں دعویٰ اور جواب دعویٰ دونوں میں اکثر ویژتھ عدالت میں پیش کئے جانے والے مقدمات کی طرح ایک جیسے الفاظ والزمات ہی پیش کئے گئے ہیں۔ مدعيہ کا دعویٰ

زیر بحث مقدمہ میں مدعيہ کے بقول مدعا علیہ اچھا انسان نہ ہے جو اسے زد و کوب کرتا رہا اور زبردستی بھگا کر شادی کر لینا وغیرہ۔ مقدمہ کا آخری فیصلہ بڑی حد تک مختصر فیصلہ ہے۔ لیکن شریعت اسلامی کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس مقدمہ میں بھی گزشتہ مقدمات کی طرح فریقین کی جانب سے جا بجا شریعت کی خلاف ورزیاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً مدعيہ کے دعویٰ جات میں مدعا علیہ پر جوالزمات لگائے گئے ان میں شروع دن سے ہی خالمانہ رویہ اختیار کرنا وغیرہ، حق المہر کی ادائی نہ کرنا، مہر میں دیے جانے والے سونے سے انکار، یہ تمام الزمات وہی ہیں جو گزشتہ مقدمات کے مطابعے سے سامنے آتے ہیں کہ تقریباً تمام ہی فیصلی مقدمات میں بیوی کی جانب سے اس جیسے الزمات شوہر پر لگائے جاتے ہیں۔ مگر دوران سماعت تقریباً تمام ہی دعویٰ جات کو ثابت کرنے میں کمل ناکام رہی۔

³⁸ النساء 58(4)

³⁹ البین، ص 14

مدعاليہ کادعوی

دوسری طرف مدعاليہ نے بھی اپنے جواب دعویٰ میں وہی الزامات لگائے کہ مدعیہ اپنی مرضی سے شادی کی یعنی راضی تھی، پیار و محبت تھی، مدعیہ اپنے گھر نہیں جانا چاہتی تھی، تو ساس کے گھر والے رات میں آئے زبردستی گھر میں گھس گئے مارپیٹ کی اور بیوی کو لے گئی، 15 پر فون کیا سارا ڈیل میں بتایا⁴⁰، 5000 مہر دیا تھا اور سونا بھی دیا تھا، مدعیہ کادعویٰ غلط بیانی، جھوٹ اور دروغ گوئی پر بنی ہے وغیرہ۔

گزشتہ مقدمات کی طرز پر مقدمہ زیر بحث میں بھی عدالت نے "جھوٹ" بولنے پر کسی قسم کا کوئی ایکش نہیں لیا اور صرف مقدمہ کے فیصلہ کو ہی انصاف کے قاضے پورے کرنے میں کافی سمجھا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

آیت (1)

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْقُوا اللَّهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"⁴¹
اے ایمان والو! خدا (کے ہر حکم کی مخالفت) سے ڈرو اور پھوں کا ساتھ دو۔

آیت (2)

"وَ اجْتَبِنُوا قَوْلَ الرُّؤْرِ"⁴²
جھوٹی بات سے اجتناب کرو"

جھوٹ کی اس سے بڑی دنیاوی سزا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں کہ جھوٹ کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی:

آیت (3)

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَبْهِدِي مِنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ"⁴³
بے شک خدا اس شخص کو جو جھوٹا نشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا"

حدیث (1)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ إن الصدق يهدى إلى البر، وإن البر يهدى إلى الجنة، وإن الرجل ليصدق حق يكتب عند الله صديقاً، وإياكم والكذب، فإن الكذب يهدى إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النّار ر⁴⁴

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک سچائی نکل کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نکل جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی سچ یوتار پڑتا ہے بیہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدقیں لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ بخور (گناہ) کی طرف لے جاتا ہے اور بخور آگ کی طرف لے جاتا ہے۔"

حدیث (1)

⁴⁰ ایضاً، ص 26

⁴¹ اتوہ (9) 119

⁴² چ 30(22)

⁴³ اندر (39) 3

⁴⁴ البخاری، محمد بن اسحاق علی، صحیح البخاری، کتاب الأدب، ج 6094۔ بیرونی: دار ابن کثیر، 1987ء

"عَنْ سَمِرَةَ بْنِ جُنْدُبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يُشَقُّ شَدْفَهُ إِلَى قَفَاهُ، كُلُّمَا شُقَّ عَادَ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَيْلَ: هَذَا الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَخْذُبُ الْكَذْبَةَ تِبْلُغُ الْآفَاقَ⁴⁵"
نبی ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے چہرے کا ایک طرف حصہ چڑا جا رہا تھا، اور وہ پھٹنے کے بعد دوبارہ ٹھیک ہو جاتا، پھر دوبارہ چڑا جاتا۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: یہ وہ شخص ہے جو صحن اپنے گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے، جو ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔"

جوہٹ کی شدید ممانعت کے باوجود زیر بحث مقدمہ میں کئی مقامات پر مدعاویہ کی جانب سے غلط بیانی، لائچ و طبع، مبالغہ آرائی، الزام تراشی اور جھوٹ بولا جانا ثابت ہوا۔ اگر ہمارے عدالتی نظام میں ایسی اصلاحات کر دی جائیں کہ مقدمہ کی ابتداء میں ہی اس بات کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے لیے کوئی حج مقرر کر دیا جائے، جس کا کام صرف یہ ہو کہ مقدمات کے مندرجات جھوٹ پر مبنی ہیں یا اسکے پر تو نہ صرف بہت سے مقدمات ابتدائی مرحل میں خارج ہو جائیں گے بلکہ آئندہ کے لیے مقدمات کی روک تھام میں بھی مدد میسر آئے گی۔ مگر عدالت نے ہر موقع پر چشم پوشی کرتے ہوئے سزا دینا تو دور کی بات معمولی سی سرزنش بھی نہیں کی۔ عالمی مقدمات میں روز بروز اضافہ ہونے کی وجہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ابتداء مقدمہ سے لے کر ہم فیصلہ ہونے تک فریقین جتنا مرضی جھوٹ لکھ دیں، بول دیں، مگر عدالت اس پر کوئی سزا نہیں دے گی بلکہ عدالت کا اصل ہدف صرف مقدمہ کا آخری فیصلہ کرنا ہے تاکہ مقدمات کی زیادہ ڈسپوزل (فیصلہ جات) ہو اور عدالت کے مابہنہ پوائنٹس میں اضافہ ہو سکے، جن کی بنیاد پر ترقی میں آسانی ہوتی ہے۔ اس طرح کی خامیوں کی وجہ سے جہاں ایک طرف ڈسپوزل بڑھ رہی ہے تو دوسری طرف جھوٹے مقدمات دائر کیے جانے کی حوصلہ افزائی بھی ہو رہی ہے۔

مقدمہ کی ابتداء سے لے کر فیصلہ تک تمام بحث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فریقین کے درمیان مقدمہ کی جو ثامن گزری ہے مگر عدالت کے آخری فیصلہ کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ عدالت نے دعویٰ اور جواب دعویٰ کے مندرجات کے مطابق فیصلہ تو صادر کر دیا، مگر یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس فیصلے سے معاشرے میں کوئی بہتری آسکتی ہے؟

مدعاویہ نے جا بجا جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے تمام تغلطیوں کا سہارا مدعاویہ پر ڈال دیا۔ اپنے والدین کی مرضی کے بغیر گھر سے بھاگ کر مدعاویہ سے شادی کی اور بعد میں الزام لگایا کہ مدعاویہ نے زبردستی سے یہ سب کچھ کیا۔ آج کے دور میں کون سی لڑکی ہے جو اپنی مرضی کے بغیر کسی کے بہلانے پسلانے پر اپنے والدین کا گھر چھوڑ کر شادی کرتی ہے، اور ساتھ ہی عدالت میں والدین کے خلاف بیان بھی دیتی ہے، اور پھر والدین سے اپنی جانیداد کے حصول کی خاطر ایک بھی چوڑی عدالتی کروائی کے ذریعے اپنا اور اسکی جانیداد کا حصہ بھی حاصل کر لیتی ہے، اور اس دوران میں، چار یا پانچ بچوں کی ماں بننے کے بعد اسے خیال آتا ہے کہ اس کا شوہر لاچی ہے اور اس کی جانیداد کو بیچ کر ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔

اصل میں مدعاویہ اور مدعاویہ کے درمیان پہلے سے محبت کا تعلق موجود تھا، اسی وجہ سے مدعاویہ اکثر مدعاویہ کے گھر کسی بہانے آتی جاتی رہی۔ اچانک یہ سب نہیں ہوا بلکہ دونوں کے تعلقات پہلے سے تھے اور مدعاویہ نے بھی اپنی مرضی سے اس رشتے کے لیے آمادگی ظاہر کی تھی۔ تاہم بعد میں جب کھر والوں، خصوصاً ماں یا بھائی کی مداخلت اور دباؤ آیا تو مدعاویہ خود پرانے موقف سے ہٹ گئی اور علیحدگی کا مطالبہ کر دیا۔ اس پس منظر سے اندازہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھار خاندانی دباؤ اور رائے عوامل کو بدلتے ہیں، جو کہ ایسے مقدمات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سو نے پر سہاگہ ان تمام حالات کے باوجود عدالت صرف تنتیخ کرنے، نان و نفقة جاری کرنے اور اپنے یو مٹس پورے کرنے کے چکر میں نہ صرف دو خاندانوں کے ٹوٹنے کا سبب بنتی ہے بلکہ پاکستانی معاشرے کی توڑ پھوڑ میں بڑھ چڑھ کر اپنا حصہ ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ بھی وجہ ہے کہ پاکستان کا عدالتی نظام دنیا بھر کے عدالتی نظاموں میں آخری نمبروں پر راجحان ہے کیونکہ پاکستان کی عدالتوں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ان کے فیصلوں سے معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں، عدم تحفظ کا شکار ہو رہے ہیں، نوجوانوں کی زندگیاں بر باد ہو رہی ہیں، بچوں کے مستقبل دا اپر لگ رہے ہیں۔

⁴⁵ ابن حجر، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التعبیر، ج 7047۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1987ء

نتائج البحث

- ❖ اسلام آباد میں گزشتہ تین سالوں (2022ء تا 2024ء) میں خلع و تنشیخ نکاح اور طلاق کے مقدمات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔
- ❖ اسلام آباد میں گزشتہ تین سالوں (2022ء تا 2024ء) میں دائرہ شدہ خلع و تنشیخ نکاح کے مقدمات کی کل تعداد 8,241 ہے۔
- ❖ خلع و تنشیخ نکاح کے مقدمات میں تاخیری حرباء وکلاء، فریقین مقدمہ اور عدالت تینوں کی طرف سے استعمال کئے جاتے ہیں۔
- ❖ اسلام آباد میں خلع و تنشیخ نکاح کے ہر اگلے سال میں مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہی دیکھنے میں ملا۔
- ❖ خلع و تنشیخ نکاح کے بڑھتے ہوئے مقدمات کی وجہ سے معاشرہ پر سماجی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

سفارشات

- پونکہ یہ تحقیق 2022ء تا 2024ء کے عدالتی فیصلوں تک محدود ہے، اس لیے آئندہ 2025ء تا 2030ء کے عرصے میں دیگر شہروں کی فیملی کورٹس کے فیصلوں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ ملک گیر سطح پر خلع کے رجحان کا درست تجزیہ سامنے آئے۔
- فیملی کورٹس میں شاپنگ کو نسلوں اور مصالحتی نظام کو مزید موثر بنایا جائے تاکہ خلع کے مقدمات میں فوری فیصلے کی بجائے مصالحت کے امکانات بڑھیں۔
- فیملی کورٹس میں خلع کے مقدمات کے حوالے سے ڈیجیٹل ریکارڈنگ اور سالانہ تجزیاتی رپورٹنگ سسٹم قائم کیا جائے تاکہ مستقبل کی تحقیق کے لیے ٹھوس اعداد و شمار دستیاب ہوں۔
- آئندہ برسوں میں علماء اور دینی ادارے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی نظام کے استحکام پر خصوصی توجہ دیں تاکہ خلع کے بڑھتے رجحان میں کمی لائی جاسکے۔